THE
YOUTH PARLIAMENT OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, February 22, 2012
(4th Session)
No. 03
(Nos. 03-05)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran……………………..	1
2.	………..…………	
3.	……..……………………	
4.	……………...…………..	
5.	………………………….………	

(Prepared by the Reporting Section Senate of Pakistan)

YOUTH PARLIAMENT
DEBATES
Wednesday, February 22, 2012

The Youth Parliament met in the Margalla Hotel, Islamabad at 10:00 a.m. in the morning with Mr. Speaker (Mr. Wazir Ahmed Jogazai) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِا للّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ ا للّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ۔ اَلَمْ
یَجْعَلْ کَیْدَہُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ۔ وَّ اَرْسَلَ عَلَیْہِمْ
طَیْرًا اَبَابِیْلَ۔ تَرْمِیْہِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ۔
فَجَعَلَہُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ ٪۔
ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے
پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتہ کیا کیا۔
کیا ان کا داؤں غلط نہیں کیا؟ اور ان پر جھلڑ
کے جھلڑ جانور بھیجے۔ جو ان پر کھنگر کی
پتھریاں پھینکتے تھے ۔ تو ان کو ایسا کر دیا
جیسے کھایا ہوا بھس۔ (سورة
الفیل)

Mr. Speaker: Honourable members, we are again blessed with in-House speaker and today Ms Aasia Riaz will speak to you. She and Bilal sahib have built up the empire of the PILDAT and your presence here is to her credit. She is equally responsible for building up PILDAT and bringing to fore and addressing the problems of electoral system and all other ills. Aasia Riaz, please rostrum is yours.

(Desk Thumping)

محترمہ آسیہ ریاض: بہت شکریہ جناب۔ میں معافی چاہتی ہوں میری آواز زکام کی وجہ سے بہت خراب ہے۔ آج جس topic پر ہم آپ سے بات کریں گے وہ electoral reforms کے حوالے سے ہے اور electoral reforms کے سلسلے میں پاکستان میں ابھی تک کیا کچھ ہوچکا ہے، ایسی کیا چیزیں ہیں جن پر PILDAT کا بطور organization ایک view ہے اور ایسی کون سی electoral reform proposals ہیں جن پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔

کل آپ کو بلال صاحب نے electoral rolls کے متعلق کافی detail میں بتایا۔ It is one of the most crucial areas جس کی بنیاد پر پورا الیکشن ہوتا ہے۔ Error

free electoral rolls کتنے ضروری ہیں، اس کے بارے میں انہوں نے کافی detail میں آپ کو بتایا۔ اس حوالے سے میں آپ سے زیادہ detail میں بات نہیں کروں گی لیکن میں آپ کو overall بتاؤں گی کہ ہمارے electoral system کے اندر پچھلے چند سالوں میں کچھ changes ہوئی ہیں اور چند ایسی چیزیں ہیں کہ جن کو ابھی مزید change کرنے کی یا جن کے reform کے لیے ہمیں lobby کرنے کی ضرورت ہے۔

سب سے پہلے میں آپ کی توجہ اٹھارھویں ترمیم منظور ہونے سے پہلے کی صورت حال کی طرف مبذول کرانا چاہوں گی۔ ہمارے پاس اٹھارھویں ترمیم سے پہلے جو constitutional make up تھا، اس میں صرف صدر کی صوابدید پر چیف الیکشن کمشنر کی تعیناتی ہوتی تھی۔ یہ ایک ایسا major issue تھا جس کے لیے PILDAT نے بڑی دیر تک agitate کیا اور بہت سے reform proposals دیے کہ مہذب ملکوں کے پارلیمانی نظام میں کہیں بھی چیف الیکشن کمشنر کی تعیناتی صرف صدر کی صوابدید پر نہیں ہوتی بلکہ پارلیمنٹ میں قائدِ حزبِ اختلاف اور پرائم منسٹر کے مشورے کے ساتھ ہوتی ہے۔ ہم نے اپنی reform proposals آئینی اصلاحات کی پارلیمانی کمیٹی کو دیں۔ اس کمیٹی کو رضا ربانی صاحب chair کررہے تھے۔ لہٰذا ایک major reform ہوا۔ میرے خیال میں یہ ایک key reform ہے جو اپریل 2010 میں ہوا ہے۔ اٹھارھویں ترمیم نے ایک procedure set کر دیا ہے۔ اس کے تحت یہ ہوا ہے کہ چیف الیکشن کمشنر کی تعیناتی، صدر کی صوابدید سے نکل گئی ہے۔ اب پرائم منسٹر جنہیں آپ Leader of the House کہہ سکتے ہیں اور Leader of the Opposition کے ساتھ ساتھ ایک پارلیمانی کمیٹی ہے، جس میں treasury benches and opposition دونوں کے لوگ شامل ہیں، وہ پارلیمانی کمیٹی چیف الیکشن کمشنر کی تعیناتی کا فیصلہ کرے گی۔

یہ بات سب سے پہلے میں آپ کو اس لیے بتا رہی ہوں کہ درحقیقت اس وقت بھی، as soon as the February will finish یہ ایک important issue ہے کیونکہ اس وقت جو sitting چیف الیکشن کمشنر ہیں، جسٹس (ریٹائرڈ) حامد مرزا، ان کی term مارچ میں expire ہو رہی ہے۔ ان کی جگہ جو نئے چیف الیکشن کمشنر تعینات ہوں گے، ان کے لیے پارلیمانی کمیٹی کے اندر process of consultation اپریل 2010 سے اب تک طے ہوچکا ہے۔ اکثر اوقات ملک میں یہ آواز اٹھائی جاتی ہے کہ الیکشن کمیشن آزاد نہیں ہے۔ آزاد الیکشن کمیشن کی سب سے بڑی requirement یہ ہے کہ الیکشن کمیشن کو چلانے والے یا چیف الیکشن کمشنر ایک independent and non-partisan شخصیت ہوں۔ اٹھارھویں ترمیم نے اپریل 2010 میں یہ ensure کردیا تھا کہ ان کی independence پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی کرے گی کیونکہ وہ مل کر یہ فیصلہ کرے گی، صرف ایک شخص کا اختیار نہیں ہوگا کہ وہ کسی کو چیف الیکشن کمشنر لگائیں۔ Understandably that means کہ جب collectively لوگ مل کر فیصلہ کریں گے تو ٹھیک فیصلہ کریں گے۔ آپ کی بھی ایک پارلیمنٹ ہے، اگر صرف Leader of the House سے کہا جائے کہ وہ فیصلہ کریں تو شاید وہ پھر partisan فیصلہ کردیں لیکن آپ کے House کی اگر ایک collective کمیٹی بنے گی جو یہ decide کرے گی کہ یہ تین نام opposition کے ہیں اور یہ تین treasury سے ہیں تو پھر مل جل کر جو فیصلہ ہوگا، وہ ideally ایسے ہی شخص پر ہونا چاہیے کہ جو non-partisan ہو۔

ایک اور اہم بات الیکشن کمیشن ہی کے حوالے سے میں آپ کو بتاتی چلوں۔ پاکستان میں پہلے یہ ہوتا تھا کہ چیف الیکشن کمشنر کی زیادہ responsibility ہوتی تھی اور ایک الیکشن کمیشن ہوتا تھا جس کے چار members ہوتے تھے۔ وہ ہماری different High courts کے judges ہوتے تھے، لاہور، پشاور، کوئٹہ اور کراچی سے، جو part time الیکشن کمشنرز کا کام کرتے تھے۔ یعنی ان کی responsibilities ہوتی تھیں اپنی اپنی courts کو سنبھالنے کی لیکن جب الیکشن کمیشن کی meeting call ہوتی تھی تو وہ یہاں بھی آتے تھے۔ یہ ایک اور major area of reform تھا جو PILDAT نے propose کیا کہ part time الیکشن کمیشن کے بجائے، ایک full time الیکشن کمیشن ہونا چاہیے جس کے members ہر وقت صرف الیکشن کمیشن کے کام ہی کے لیے مختص ہوں۔ سو یہ بھی ایک reform ہے جو اٹھارھویں ترمیم کے ذریعے ہوا۔ پچھلے سال جون 2011 میں چار الیکشن کمشنرز کی تعیناتی کی اسی پارلیمانی کمیٹی نے منظوری دی جس پارلیمانی کمیٹی نے اب چیف الیکشن کمشنر کی تعیناتی کرنی ہے۔

جب آپ آزاد الیکشن کمیشن کی بات کریں یا آپ آزاد الیکشن کمیشن کی بات سنیں کہ ملک میں الیکشن کمیشن آزاد نہیں ہے تو please stop and consider that since April 2010, the constitutional architecture has been changed. Now it provides for an independent Election Commission. چار لوگ جون 2011 میں ایک consensus کے through پارلیمانی کمیٹی کے ذریعے already الیکشن کمشنرز بن چکے ہیں۔ چیف الیکشن کمشنر کو ملا کر اب پانچ لوگوں کا ایک الیکشن کمیشن ہے۔ اگر آپ Constitution کو دیکھیں تو اٹھارھویں ترمیم سے پہلے الیکشن کمیشن کی major responsibilities الیکشن کمشنر کے نام پر تھیں یعنی یہ کہا جاتا تھا Chief Election Commissioner is responsible for this, this and this. اٹھارھویں ترمیم نے اس کو تبدیل کردیا اور قرار دیا کہ Election Commission is responsible for this, this and this. So, now the responsibilities collectively rest on five persons, four Election Commissioners and one Chief Election Commissioner. اس طریقے سے اس کو in a way strengthen کردیا گیا ہے اور ذمہ داری divide ہوگئی ہے۔

It is no longer just one person. Although, the office of the Chief Election Commissioner is still very important, but please understand that this process has been streamlined. This is exactly the sort of reform we wanted.

میرے خیال میں اس سے پہلے کہ ہم اخباری بیانات سنیں اور ایک knee jerk reaction دیں، ہمیں اس چیز کو ذہن نشین کرنا چاہیے۔

We should be proud of the fact that in our lifetime and before you begin yours, some of you are in practical life, so before you begin your practical life, we already have in place a constitutional architecture that provides for an independent Election Commission. Let us keep that in mind. When someone says that Election Commission is not independent, I think you should stop and question as to what that person means because Constitution now provides for an independent Election Commision.

مطلب اس کا کوئی اور طریقہ کار ہو نہیں سکتا تھا۔ یہ وہ best طریقہ کار ہے جو کوئی بھی ملک adopt کرتا ہے۔ درحقیقت انڈیا جو ہم سے بڑی اور بہت پرانی democracy ہے، وہاں بھی الیکشن کمیشن یا الیکشن کمشنر کی تعیناتی اتنے

streamlined and consultative process سے نہیں ہوتی۔ وہاں پرائم منسٹر صرف قائد حزبِ اختلاف کو consult کرتے ہیں۔ دوسری طرف یہاں پر اب ایک پارلیمانی کمیٹی بن گئی ہے جس میں treasury and opposition کے لوگ بیٹھے ہیں، وہ کمیٹی اب responsible ہوگی ۔ یہ ایک اہم معاملہ ہے، میں request کروں گی سیکرٹریٹ سے، عبداللہ شمس سے، if you can get this paper out, although آپ کو جو کل ہم نے رپورٹ دی تھی، اس میں بھی یہ ہونا چاہیے but this small policy brief on electoral reforms will tell you کہ کیا تبدیلیاں ہوچکی ہیں۔ We wrote this paper in August 2010, noting all the changes that have taken place. It also tells you کہ ہماری کیا تجاویز تھیں، کون سی تجاویز پر عمل درآمد ہوگیا ہے اور کون سی ایسی ہیں جو رہ گئی ہیں۔ یہ پہلی چیز تھی جو کہ الیکشن کمیشن کی composition اور چیف الیکشن کمشنر کی appointment کے متعلق ہے۔

کل بلال صاحب نے آپ کو electoral rolls کے بارے میں بتایا کہ ہمارے major reform proposals یہ تھے کہ ہمارے electoral rolls ہماری civil registry کی basis پر بننے چاہییں اور civil registry is the NADRA's database. ہر ملک میں انتخابی فہرستیں civil registry کی base پر تیار ہوتی ہیں۔ جب کسی بھی ملک کی civil registry 80-85% adult population, پر ہو تو وہ ایک اچھی civil registry consider کی جاتی ہے۔ According to NADRA, 95% adult population of our country is already on the NADRA's database. ہم چاہتے تھے کہ شناختی کارڈ اس کے ساتھ شامل ہو، آپ کی تصویر اس پر لگ جائے، all those things are already there. Now as citizens and young people آپ کی ذمہ داری ہے کہ جب وہ فہرستیں display ہوں، اگر آپ نے کوئی چیز change کرانی ہے، آپ کا نام ہے یا کوئی اور چیز تو وہ کیسے کرانی ہے۔ ایک ideal world میں، جو ہم چاہتے ہیں اور جو ظاہر ہے آپ بھی چاہتے ہیں، ہونا یہ چاہیے کہ جب آپ نوجوان لوگ 18 سال کے ہوں اور NADRA سے اپنا کارڈ بنوائیں تو ایک automatic process کے تحت electoral rolls کے اندر چلے جائیں۔ These are very important things that have already taken place.

دستور کے حوالے سے ایک اور چیز میں آپ کو بتادوں، پرسوں سینیٹ نے 20th Amendment Bill pass کیا ہے۔ I don't know if Bilal sahib touched upon that. پاکستان میں سترھویں ترمیم میں، جنرل مشرف کے وقت میں، in fact ان کے L.F.O. میں یہ چیز پہلی بار آئی تھی کہ L.F.O. provided for the setting up of a new caretaker Government. آئین میں آگیا کہ الیکشن سے تین ماہ پہلے وفاق میں بھی اور صوبوں میں بھی، حکومت مستعفی ہوجائے گی اور ایک caretaker government آجائے گی just to ensure کہ چونکہ حکومت کے ہاتھ میں پوری state machinery ہوتی ہے تو وہ الیکشن کو کسی طریقے سے اپنے حق میں manipulate نہ کرے۔ قدرتی طور پر 17th Amendment میں یہ چیز retain ہوگئی۔ I am talking about December 2006 جب سترھویں ترمیم pass ہوئی تھی، correct me if I am wrong شاید ایک سال کا فرق ہوگا، اس وقت تک caretaker Prime Minister کو choose or appoint کرنا صدر کی صوابدید پر تھا۔ Constitution یہ کہتا تھا کہ صدر نگران وزیر اعظم کو choose کریں اور اس کے بعد نگران وزیر اعظم اپنی کابینہ

choose کریں گے۔ If your memory goes as back as 2008 elections تو آپ کو یاد ہوگاکہ صدر جنرل مشرف نے اس وقت کے چیئرمین سینیٹ، محمد میاں سومرو کو caretaker Prime Minister بنایا۔ اس بات پر پر ملک میں بہت واویلا مچا کہ وہ تو انہی کی پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ق) کے رکن تھے اور انہی کی پارٹی کی وجہ سے چیئرمین سینیٹ تھے، یعنی وہ neutral نہیں تھے تو ایسی caretaker government بنانے کا کیا فائدہ؟ یہ ایک اور key reform تھا جو ہماری organization اور ہم جیسے شہریوں نے دیا۔

جب اٹھارھویں ترمیم منظور ہورہی تھی، اس وقت بھی اور اس سے پہلے بھی، ہمارا یہ خیال تھا کہ caretaker Prime Minister کی appointment صدر کی صوابدید پر نہیں ہونی چاہیے۔ اٹھارھویں ترمیم کے ذریعے Constitution میں ایک major change کی گئی کہ کہ صدر outgoing Leader of the House and outgoing Leader of the Opposition سے مشورہ کرنے کے بعد caretaker Prime Minister appoint کریں گے۔ یعنی Constitution نے یہ mandatory کردیا کہ وزیر اعظم اور قائد حزب اختلاف، آپ سمجھ لیجیے کہ جیسے اس وقت یوسف رضا گیلانی صاحب اور چوہدری نثار صاحب ہیں، ان سے مشورے کے بعد فیصلہ کریں گے کہ caretaker Prime Minister کون ہو۔ اسی طرح صوبوں میں گورنرز، چیف منسٹر اور قائد حزب اختلاف سے پوچھ کر نگران حکومت تشکیل دیں گے۔

اٹھارھویں ترمیم نے اور بھی کئی چیزیں change کیں۔ ان تمام issues کو ہم agitate کر رہے تھے۔ If your memory serves you well تو آپ کو یاد ہوگا کہ جب 2008 کے الیکشن ہوئے تو اخبارات میں یہ چیز روز چھپتی تھی کہ یہ صاحب تو فلاں حکومت میں caretaker minister ہیں لیکن ان کی بیگم صاحبہ الیکشن لڑ رہی ہیں۔ یہ تو فلاں عہدے پر ہیں اور ان کے بھائی الیکشن لڑ رہے ہیں۔ اٹھارھویں ترمیم نے bar لگادی کہ members of the caretaker government اور ان کے immediate family members, that means spouse and children shall not be eligible to contest the immediate following elections. یعنی اگر کوئی caretaker Prime Minister ہیں یا minister ہیں تو ان کی بیگم یا ان کے شوہر depending on who that is اور ان کے بچے الیکشن نہیں لڑ سکیں گے۔ Constitutionally bar ہوگیا کہ اگر آپ کو caretaker minister choose کیا جاتا ہے تو آپ تو بالکل الیکشن نہیں لڑ سکتے لیکن آپ کے رشتے دار بھی الیکشن نہیں لڑ سکیں گے۔ اٹھارھویں ترمیم نے neutrality کو بہت clear کردیا۔

میں آپ کو تھوڑا پیچھے لے کر جاؤں گی، آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ Chairman NAB کی تعیناتی پر ایک مسئلہ درپیش ہے۔ آپ میں سے کوئی بتا سکتا ہے کہ وہ کیا مسئلہ ہے؟

Member YP: Madam, it was about the vague term of consultation with the President. The President has to appoint the Chairman NAB after consultation with Leader of the Opposition. Leader of the Opposition was interpreting the word "consultation" in his own terms. President said the "consultation" means bringing into information of Leader of the Opposition but Leader of the Opposition said "consultation" means that mutual consensus should be sought.

آسیہ ریاض: بالکل۔ شکریہ۔ جب یہ مسئلہ سامنے آیا اور ذہن میں رکھیے کہ NAB صرف ایک law کے تحت بنا ہے، NAB کے law میں یہ requirement ہے کہ Leader of the Opposition سے consult کیا جائے گا۔ We thought at that time کہ اگرچہ اٹھارھویں ترمیم نے بہت ساری چیزوں کو بہتر کردیا یعنی caretaker Prime Minister and caretaker Chief Ministers کی تعیناتی کے معاملات کو، لیکن چونکہ ایک بہت limited window ہے، الیکشن سے تین مہینے پہلے ایک government نے جانا ہے اور caretaker government نے آنا ہے، تو اگر اس مقام پر کوئی deadlock ہوا، اسی طرح کا deadlock جیسا چیئرمین نیب کی تعیناتی پر ہوا ہے کہ قائد حزب اختلاف کہیں گے کہ مجھے consult نہیں کیا اور صدر صاحب یہ کہیں گے کہ ان کو بتادیا تو consult کرلیا، so we went to court earlier this month as PILDAT. We took this petition to Supreme Court. ہم نے عدالت سے استدعا کی کہ اس سے پہلے کہ caretaker government appoint کرنے کی باری آئے، آپ consultationکو define کردیجیے تاکہ caretaker government appoint کرتے وقت کوئی political deadlock نہ ہو۔ یاد رکھیے کہ اگر کوئی deadlock ہوتا ہے تو الیکشن delay ہوگا کیونکہ اگر consensus نہیں ہوگا تو sitting وزیر اعظم یا sitting government ہی continue کرے گی۔ موجودہ قائدِ حزبِ اختلاف اگر agree نہیں کرتے، تو وہ عدالت جائیں گے۔ اس طرح ایک بڑا لمبا process ہوجائے گا۔ اس صورتحال کو جانچتے ہوئے fearing that this will happen, we went to the court. ہمیں قومی اسمبلی کی اپوزیشن کی تعریف کرنی چاہیے، جب ہماری petition court میں گئی اور یہ in fact 15 دن پہلے کی بات ہے، انہوں نے ہم سے اس کی کاپی لے لی۔ آپ کو پتا ہے اس وقت 20ویں ترمیم کی بات ہورہی تھی، جب 28 members elect ہوئے تو اس وقت الیکشن کمیشن complete نہیں تھا۔ آپ کو تھوڑا clear ہوگیا ہوگا کہ الیکشن کمیشن اس لیے complete نہیں تھا کہ جون 2011 میں چار الیکشن کمشنرز appoint ہوئے تھے یعنی اس سے پہلے appoint نہیں ہوئے تھے۔ اس سے پہلے کے period میں 28 لوگ elect ہوئے، سپریم کورٹ یہ کہہ رہی تھی کہ چونکہ technically الیکشن کمیشن complete نہیں تھا، اس لیے جو لوگ اس period کے دوران elect ہوئے، ان کی سیٹ یا ان کا الیکشن limbo میں ہے until آپ ان کو کوئی constitutional cover دیں۔ اس طرح کورٹ نے اسمبلی کو راستہ دیا کہ آپ ان 28 لوگوں کو کوئی constitutional cover provide کردیجیے۔ اب یہ ضرورت تو پورے ایوان کی تھی، صرف حکومت کے حق میں نہیں تھی، اپوزیشن کے بھی ارکان تھے جو elect ہوئے تھے۔

So opposition seized that opportunity and said of course we would go with you provided you define the process of "consultation" on the appointment of caretaker government in the 20th Amendment.

اس وقت دونوں کے مابین جو consultation ہوئی، اس کے نتیجے میں 20ویں ترمیم میں نگران حکومت کی appointment کے طریقہ کارکو مزید define کردیا گیا۔ پہلے یہ تھا کہ صدر صاحب، وزیر اعظم اور قائد حزب اختلاف سے consult کرکے caretaker Prime Minister کو appoint کردیں گے۔ اب 20ویں ترمیم کے ذریعے یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اگر Leader of the House and Leader of the Opposition کے

درمیان consensus نہیں ہوتا، consensus بیسویں ترمیم کا exact word نہیں ہے، یعنی اگر وہ ایک نام پر agree نہیں کرتے تو دو نام پرائم منسٹر صاحب دیں گے اور دو نام قائد حزب اختلاف دیں گے۔ اس کے بعد سپیکر صاحبہ immediately تین دن کے اندر اندر ایک پارلیمانی کمیٹی بنائیں گی جس میں opposition and treasury benches equally represented ہوں گے۔ وہ کمیٹی ان چار ناموں کی basis پر فیصلہ کرے گی کہ caretaker Prime Minister کون ہوں گے۔ یہی طریقہ صوبوں میں بھی ہوگا کہ caretaker Chief Minister کون ہوں گے۔ اس کمیٹی کے پاس صرف تین دن کا وقت ہوگا۔ اگر وہ تین دنوں میں بھی فیصلہ نہیں کرپاتی تو وہ نام الیکشن کمیشن میں چلے جائیں گے۔ Then Election Commission will choose within the next three days as to who will be the caretaker Prime Minister.

کافی لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ process long drawn ہوگیا ہے۔ میرے خیال میں یہ کوئی ideal solution نہیں ہے لیکن موجودہ پارلیمنٹ کو consider کرنا ہوگا کہ اگر وہ چھ دنوں میں بھی فیصلہ نہیں کرپاتی تو فیصلے کا اختیار ان کے ہاتھوں سے نکل کر automatically الیکشن کمیشن کے پاس چلا جائے گا۔ Probably, they will be hard pressed to decide on something. It will reflect poorly on the Parliament, in fact it will reflect poorly on the Leader of the House and Leader of the Opposition as well if they do not decide. اس طرح ہمیں جو ایک اندیشہ تھا کہ deadlock ہوگا، اس deadlock کا prospect بہت حد تک ختم کردیا گیا ہے یعنی اگر چار پانچ دنوں میں فیصلہ نہیں ہوتا تو پھر فیصلہ automatically الیکشن کمیشن کرے گا۔

میں چند چیزیں آپ کے سامنے رکھتی چلوں جو کہ ہماری reform proposals کا حصہ ہیں اور ہمارے خیال میں وہ reforms ہونی چاہییں۔ ان کے لیے اس وقت بھی ہم کام کر رہے ہیں and you are also welcome in this regard. ان تجاویز کو کسی کمیٹی، کسی فورم اور even اس House میں بھی آپ کو debate کرنا چاہیے اور کچھ مزید reform proposals بھی لانی چاہییں۔ In fact that should be one of your tasks کہ آپ سوچیں، یوتھ پارلیمنٹ کی طرف سے electoral reforms کے proposals دیں اور پھر وہ تجاویز الیکشن کمیشن کو دیں۔ We will be happy to arrange a conversation جب آپ کے پاس اس طرح کے proposals ہوں گے۔

میں اپنے reform proposals مختصراً آپ کے سامنے رکھوں گی۔ ہمارا پہلا proposal, code of conduct سے متعلق ہے۔ الیکشن سے پہلے ہمیشہ ایک code of conduct آتا ہے جسے الیکشن کمیشن جاری کرتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک code of conduct کے تحت وزیر اعظم یا دوسرے وزرا state expenses پر الیکشن canvassing نہیں کرسکتے یا جب الیکشن announce ہوجائے تو state expenses کرکے کہیں schemes announce نہیں کرسکتے۔ Code of conduct اس لیے ہوتا ہے کہ all the people stick to one set of rules تاکہ ہر ایک کے لیے ایک level playing field ہو۔ ہمارا الیکشن کمیشن سے مطالبہ ہے کہ الیکشن کا code of conduct بہت وسیع ہونا چاہیے۔ اس طرح کا ہو کہ سب کے لیے rules یکساں ہوں لیکن we feel کہ محض words کی کوئی اہمیت نہیں ہے، ان کے پیچھے legal backing ہونی

چاہیے۔ For instance اگر وزیراعظم پاکستان اس کو violate کرتے ہیں تو Representation of People Act کے اندر اس کے لیے کوئی سزا ہونی چاہیے۔ یعنی اگر میں آپ سے کہتی ہوں کہ آپ یہ کام نہیں کرسکتے اور آپ پھر بھی violate کرتے ہیں تو میرے پاس ایک legal power ہونی چاہیے تاکہ میں آپ کو کوئی جرمانہ کرسکوں، کوئی ایسی چیز ہونی چاہیے جو میرے کہنے کے علاوہ بھی آپ کو اس wrong doing سے deter کرسکے۔ پہلا proposal تو یہ ہے کہ code of conduct کی ایک legal backing ہونی چاہیے اگرچہ یہ بہت حد تک ہے بھی۔ بہت سارے laws اس interim period میں، پچھلے چار سالوں میں آئے بھی ہیں but there are some electoral codes of conduct جو کہ نہیں ہیں، جن کے لیے legal backing نہیں ہے۔ میں پھر آپ سے request کروں گی کہ آپ پلڈاٹ کی website پر جاکر دیکھیں، ہم نے 2007 میں 2008 کے الیکشن کے لیے ایک code of conduct, as a model دیا تھا، وہ اور جو الیکشن کمیشن نے جاری کیا تھا، اس کو ہم نے compare کیا ہے کہ کون کون سے اس کے اندر lacunas ہیں۔ Again, that is an area of concern for you ہوسکتا ہے کہ آپ ایسی کوئی چیز recommend کرنا چاہیں جو کہ نہ ہوئی ہو اس وقت آپ کو propose کرنی چاہیے۔

ہمارا یہ بھی خیال ہے کہ صدر اور گورنرز کو code of conduct کے دائرہ کار میں آنا چاہیے۔ اس ملک میں بہت بحث ہوتی ہے کہ صدر چونکہ state اور federation کو represent کرتے ہیں تو انہیں non-partisan ہونا چاہیے۔ جنرل مشرف بھی partisan تھے، آصف علی زرداری بھی ایک پارٹی کے co-chairman ہیں تو یہ ضروری ہے کہ ان کو بھی الیکشن کے ضابطہ اخلاق میں لایا جائے جس طرح پرائم منسٹر اور منسٹرز بھی کسی جگہ جاکر سرکاری اخراجات کا استعمال نہیں کرسکتے، سرکاری سکیمیں announce نہیں کرسکتے یعنی they can't queer the pitch اسی طریقے سے صدر اور گورنرز کو بھی ضابطہ اخلاق کے اندر آنا چاہیے۔

ہماری ایک اور electoral reform proposal ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہر الیکشن کے لیے الیکشن کمیشن نے expenses کی ایک حد رکھی ہے۔ وہ حد on top of my head مجھے یاد نہیں لیکن شاید چند ایک لاکھ روپے ہے قومی اسمبلی کے الیکشن کے لیے اور اس سے relatively کم صوبائی اسمبلی کے الیکشن کے لیے ہے۔ خیال یہ کیا جاتا ہے اور آپ سے کئی لوگوں نے یہ بات کی بھی ہوگی کہ وہ limit بہت unrealistic ہے۔ ایک تو ہمارا view یہ ہے کہ الیکشن کمیشن کو چاہیے کہ سب parties کے ساتھ consult کرکے ایک ایسی limit مقرر کرے جو realistic ہو۔ یعنی اگر آپ کا خیال ہے کہ آپ کے دو کروڑ روپے خرچ ہورہے ہیں اور آپ کی limit صرف 15 لاکھ روپے ہے تو اس کے اندر بہت gap ہے۔ الیکشن کمیشن کو limit وہ set کرنی چاہیے جو realistic ہو۔ Limit setکریں اور اس کو enforce کریں۔ ہماری reform proposal یہ ہے کہ اس حد کو realistic کریں، اس کو revise کریں اور اس کے بعد اس کو بہت vigorously monitor کرکے اس کو set کریں، apply کریں، fine کریں، disqualify کریں لیکن ایسا law نہ بنائیں جس کی application نہیں ہوسکتی۔ یعنی ensuring کہ میں کوئی بات کرتو رہی ہوں، میں آپ کو منع کر رہی ہوں لیکن میرے پاس پھر power نہیں ہے کہ میں آپ کو اس کام سے actually

منع کرسکوں۔ I should only be saying what I will be doing, what I have the power to do. اس طرح جو code of conduct ہے، جو قانون ہے، جو legal backing ہے، الیکشن کمیشن کو اپنی اتھارٹی مضبوط کرنے کے لیے ،یہ دکھانے کے لیے، یہ ensure کرنے کے لیے کہ لوگ اس کی اتھارٹی کو challenge یا violate نہ کریں، ان چیزوں کو apply کرنا پڑے گا۔

اسی طریقے سے ہماری ایک اور تجویز بھی ہے۔ جس وقت الیکشن ہوتے ہیں، مثال کے طور پر انڈیا میں یا ہمارے ہاں بھی، انڈیا میں کوئی caretaker government نہیں ہوتی، بہت سارے ملکوں میں الیکشن سے پہلے caretaker governmentsنہیں ہوتیں۔ Practically یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جب الیکشن announce ہوجاتا ہے تو de facto الیکشن کمیشن کی حکومت ہوتی ہے because وہ لوگوں کو move کردیتے ہیں۔ اگر کوئی ڈپٹی کمشنر یہاں زیادہ دیر کے لیے ہے تو وہ اس کو دوسرے ضلع میں بھیج دیتے ہیں، وہ دیکھتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اس طریقے سے in theory تمام ملک کی administrative machinery in a way ان کے زیرانتظام آجاتی ہے۔ ہمارے یہاں caretaker government آجاتی ہے لیکن caretaker government کا sole purpose ملک میں free and fair elections کروانا ہے۔ چونکہ الیکشن کمیشن کے اپنے تو تمام لوگ نہیں ہوتے، اس نے پھر بھی چیف سیکرٹری کے through معاملات چلانے ہوتے ہیں، یہ presiding officers ہوں گے، یہ سٹاف ہوگا وغیرہ، تمام لوگ مختلف محکموں سے deputation پر ہوتے ہیں۔ کوئی education department کا سٹاف ہوتا ہے، کوئی کسی اور محکمے کا ہوتا ہے جو کہ directly الیکشن کمیشن کے زیر اثر اس کام کے لیے ہوتے ہیں۔ For instance اگر آپ کا education سے تعلق ہے، آپ ایک جگہ teacher ہیں اور آپ کو الیکشن کمیشن ایک حلقے میں presiding officer تعینات کرتا ہے تو جب تک آپ کو یہ پتا نہیں ہوگا کہ جو حکم آپ کو الیکشن کمیشن نے دیا ہے اگر آپ اسے violate کرتے ہیں تو آپ کی ACR الیکشن کمیشن نے لکھنی ہے یا آپ کو الیکشن کمیشن suspend کرسکتا ہے، تب تک آپ کو الیکشن کمیشن کی authority کا احساس نہیں ہوگا۔ So, one reform that we are proposing is direct control, superintendence and discipline of staff be assigned to the Election Commission for elections duty. یہ ہونا چاہیے جس کے لیے کچھ legal requirements ہیں and this is a reform that Election Commission is at the moment, considering. وہ کہتے ہیں کہ ان کو اس کے لیے کچھ laws change کرنے ہیں جس کے لیے وہ بات کر رہے ہیں۔ I think you should delve deeper into exactly what that is.

ہماری ایک اور بھی تجویز ہے اور اس کے بارے میں آپ کو شاید بلال صاحب نے briefly بتایا بھی ہوگا۔ 2008 کے الیکشن میں آپ میں سے چند لوگوں نے ووٹ دیا ہوگا تو اس کے لیے thumb impression ضروری ہوتا ہے، of course ہر ایک کا ایک unique thumb impression ہوتا ہے، تو ہماری تجویز یہ ہے کہ الیکشن کے بعد، الیکشن کمیشن کو اسے randomly check کرنا چاہیے کیونکہ پتا چل جاتا ہے اگر آپ کی جگہ کسی اور نے ووٹ دیا ہے۔ اب تو بوگس ووٹ ڈالنا بہت حد تک مشکل ہوجائے گا کیونکہ electoral roll پر آپ کی تصویر ہوگی۔ اب وہ یہ بھی کر رہے ہیں کہ وہ شاید magnetic ink use کریں گے تاکہ immediately

verify بھی ہوجائے کہ آپ کون ہیں۔ Use of thumb impression to check bogus voting is another one of our electoral reform proposals.

اگر آپ میں سے کسی نے بھی کبھی local level پر الیکشن ہوتے دیکھا ہو، اگر آپ کے family member نے لڑا اور آپ وہاں پر موجود رہے ہوں تو you will understand much better that scheme of the polling stations should be permanent. اس لیے کہ بہت سے لوگ جو الیکشن لڑتے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ کو ایک poling scheme دی جاتی ہے لیکن اگلے دن آپ کو پتا چلتا ہے کہ وہ اس جگہ نہیں بلکہ فلاں جگہ پر ہے۔ الیکشن میں لوگوں کو ٹرانسپورٹ کے ذریعے لانا ہوتا ہے، even if you don’t see it from the perspective of those جو الیکشن لڑ رہے ہیں but from even your perspective آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کا پولنگ اسٹیشن، جہاں آپ نے ووٹ ڈالنا ہے، آپ کے گلی محلے کے اندر کہاں ہوگا۔ لہٰذا الیکشن کمیشن کو اب پولنگ سکیم تیار کردینی چاہیے، اسے permanent and freeze کردینا چاہیے بجائے اس کے کہ وہ سکیم الیکشن سے چار دن پہلے کچھ اور ہوتی ہے اور الیکشن سے ایک دن پہلے کچھ اور ہوجاتی ہے۔

ہماری ایک اور reform proposal یہ ہے کہ number of polling stations زیادہ ہونے چاہییں اور لوگوں کی easier access پر available ہونے چاہییں۔ آپ میں سے چند لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ because young people are more IT savvy کہ آن لائن ووٹنگ بھی ایک ایسی چیز ہے جسے متعارف کرانا چاہیے۔ In fact اگر آپ ایسا کوئی proposal دینا چاہتے ہیں تو آپ کو further study کرنا چاہیے۔ یہ ہمارے reforms کا حصہ نہیں ہے لیکن آپ کو study کرنا چاہیے کہ دنیا کے کس ملک میں online voting system رائج ہے، کیسے کام کررہا ہے اور اس کی کیا requirements ہیں، یعنی checking stages کو وہ ملک کیسے استعمال کرتے ہیں۔ جاوید جبار صاحب پاکستان ایک well-known scholar ہیں، وہ ہمارے electoral reform group ہی کا حصہ ہیں، ان کا خیال ہے کہ پاکستان میں compulsory voting کا بھی ایک law ہونا چاہیے۔ Again this is not one of our proposals but this is something جسے بطور یوتھ پارلیمنٹ آپ study کرسکتے ہیں کہ دنیا کے کس ملک میں compulsory voting ہے، کیسے ہونی چاہیے، کن laws کو یا human rights کو وہ violate کرتی ہے یا نہیں کرتی، کیسے applicable ہوگی۔ اگر آپ اس پر کوئی تجویز دینا چاہتے ہیں then you should study it very carefully before you give that proposal.

ہمارا ایک اور خیال جو کہ ہمارے view میں extremely important ہے، وہ یہ ہے کہ آپ نے کس امیدوار کو ووٹ دینا ہے۔ یہ فیصلہ آپ کو سب سے پہلے پارٹی کا منشور اور پھر candidate کا ریکارڈ دیکھ کر کرنا چاہیے۔ اس وقت یہ ہوتا ہے کہ اگر آپ candidate ہیں تو آپ کو الیکشن سے پہلے ایک declaration form بھرنا پڑے گا جو بہت voluminous سا فارم ہے، جس میں آپ کو لکھنا ہے کہ آپ کی تعلیمی صلاحیت کیا ہے، آپ نے ٹیکس کتنا دیا ہے، آپ کے assets کتنے ہیں، آپ کی financial liabilities کیا ہیں۔ Quite a lot of things are part of that form. That form is legally a public document. لیکن آپ نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا کہ آپ کے حلقے میں اگر دس امیدوار ہیں تو ان دس نے کیا فارم بھر کے دیا ہے۔ وہ آپ کے

پاس کبھی بھی available نہیں ہوگا۔ So our very important and key reform proposal is this کہ چونکہ وہ public document ہے، الیکشن سے پہلے الیکشن کمیشن کو ہر candidate کا فارمonline اپنی ویب سائٹ پر ڈال دینا چاہیے تاکہ ہم دیکھیں کہ اس candidate نے کیا declare کیا ہے اور مجھے اس candidate کو ووٹ دینا چاہیے یا نہیں۔ اس وقت یہ ہو تو سکتا ہے لیکن naturally کسی کے لیے ممکن نہیں ہوتا، آپ جاکر کچھ روپے دے کر وہ فارم لے سکتے ہیں یعنی اگر آپ کے candidate نے وہ فارم بھرا ہے اور you are interested کہ اس نے اپنے فارم میں کیا لکھا ہے تو آپ وہ فارم لے سکتے ہیں، it is a public document لیکن آپ کو جاکر seek کرنا پڑتا ہے۔ ہماری proposal یہ ہے کہ الیکشن کمیشن کو چاہیے کہ اسے public کردے اور اسے online ڈال دے۔ بنگلہ دیش کے الیکشن کمیشن نے 2008 کے الیکشن میں اس طرح کا فارم online ڈال دیا اور چھاپ بھی دیا۔ اس طرح عوام کے لیے بڑے voluminous dossiers available تھے۔ اس میں بہت ساری چیزیں تھیں جیسے پچھلے انتخابات میں آپ نے ووٹرز سے کیا promises کیے تھے، اس میں سے کتنے پورے ہوئے۔ سو تمام candidates کی information لوگوں کو دستیاب تھی اس سے پہلے کہ وہ ووٹ ڈالیں۔ لہٰذا، یہ بات انتہائی اہم ہے کہ آپ سب لوگ ایک informed choice کریں۔ پاکستان کے تمام شہریوں کو یہ اختیار ہونا چاہیے کہ they should make an informed choice.

انتہائی اختصار کے ساتھ میں نے آپ کو code of conduct کے بارے میں بتادیا ہے۔ ہمارا ایک اور proposal ہے and again that draws from an example from India. آپ نے یہاں پر تو خیر دیکھا ہوگا کہdifferent organizations انتخابات کو observe کرتی ہیں۔ ان میں پاکستانی ادارے ہیں، کوئی باہر کے ہیں، کوئی یورپی یونین کا مشن آتا ہے، کوئی کہیں سے آتا ہے جو کہ observer mission کے طور پر آتا ہے اور الیکشن کے دن دیکھتا ہے کہ پولنگ کیسی ہوئی اور کیا ہوا۔ انڈیا میں یہ ہوتا ہے کہ انڈین الیکشن کمیشن خود اپنے observers appoint کرتا ہے۔ For instance اگرانڈیا میں اس وقت بہار میں الیکشن ہو رہے ہیں تو وہ انڈیا کی کسی دوسری state سے دو لوگ لیں گے۔ یہ لوگ انڈیا کے government officials ہوں گے۔ ایک کا تعلق accounts and finance کی کسی branch سے ہوگا اور دوسرے کا تعلق administration سے ہوگا جیسے ہمارے یہاں ڈپٹی کمشنرز ہوتے ہیں۔ الیکشن کمیشن کہتا ہے کہ وہ دو لوگ الیکشن کمیشن کے eyes and ears کے طور پر کام کرتے ہیں۔ وہ الیکشن میں جاتے ہیں، ایک general irregularities دیکھتے ہیں جبکہ جو financial side کے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ جی limit تو یہ ہے لیکن یہ جو hoarding لگا ہوا ہے، یہ تو اتنے پیسوں کا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ایک دن میں کسی candidateکی کیا spending ہوئی ہوگی۔ لہٰذا، وہ الیکشن کمیشن کی طرف سے appointed ہوتے ہیں اور وہ الیکشن کمیشن کو daily report بھیجتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ in a process leading up to elections الیکشن کمیشن آف انڈیا کو روزانہ رپورٹ جاتی ہے کہ الیکشن کے قوانین apply ہور ہے ہیں یا نہیں۔ ایک culture اس طرح کا پیدا ہوگیا ہے،

I will give you an example, in fact it is part of our book and we have that in our library as well that Indian Election Commission now is very fair and respected.

لالو پرشاد یادیو کا نام آپ نے سنا ہوگا۔ پچھلے الیکشن کے بعد وہ ایک مرتبہ اپنی کسی election related complaint کے سلسلے میں الیکشن کمیشن آف انڈیا گئے۔ اس وقت وہ ریلوے کے وزیر تھے۔ وہ ریلوے کے وزیر کے طور پر اپنی گاڑی میں گئے۔ جب وہ واپس گئے تو ان کو الیکشن کمیشن آف انڈیا نے نوٹس بھیجا کہ آپ اپنی personal complaint کے لیے آئے تھے لیکن آپ نے سرکار کی گاڑی استعمال کی ہے۔ On this, he apologized publicly اور اس گاڑی کا جو بھی کرایہ تھا، جو بھی cost تھی state kitty میں جمع کروائی۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے لیکن آپ کو صرف اتنا بتانا مقصود ہے کہ وہاں الیکشن کمیشن، rules کو بہت vigilantly monitor کرتا ہے۔ اسی لیے انڈیا میں الیکشن کمیشن کی بہت respect ہے۔ انڈیا میں اس طرح کی آواز نہیں سنائی دیتی کہ الیکشن fair نہیں ہوا یا انڈین الیکشن کمیشن independent نہیں ہے۔ I have just returned from India actually and very interestingly every day, it has happened that media works as vigilantly alongside Election Commission of India. ان کے ہاں code میں ایک چیز ہے اور وہ ہمارے ہاں بھی ہے کہ you would not incite violence. آپ اقلیت کے نام پر کوئی ایسی ویسی گفتگو نہیں کریں گے، کوئی وعدے وعید نہیں کریں گے جو کہ آپ پورے کر نہیں سکتے یعنی legal limit سے زیادہ۔ ان کے ہاں اس وقت ایک debate چل رہی تھی، ان کے ایک منسٹر سلمان خورشید نے جو کہ مسلم ہیں، minorities کے نام پر ایسی بات کی کہ ان کو الیکشن کمیشن آف انڈیا نے warning issue کی جس پر انہوں نے apologize کیا۔ پھر ان کے ایک اور منسٹر نے ایسی بات کی تو اس سے پہلے کہ ان کا الیکشن کمیشن کسی قسم کا کوئی action لیتا، media started pouncing on that person کہ آپ نے electoral code کی خلاف ورزی کی ہے۔ ہمارے talk shows میں بھی گفتگو شروع ہوجاتی ہے لیکن ہمارے ہاں اتنی detailed نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس ان کو یہ پتا ہے کہ اگر کسی نے اس چیز کو point out کردیا تو
next day the Election Commission of India will actually take a notice of that or will actually take an action against that. Now, the entire machinery, media and public do work to uphold that code of conduct.

ایک ادارے کی moral authority اس وقت generate ہوتی ہے جب public and media اس ادارے کے ساتھ کھڑے ہوں۔ Public and media تب ہی کھڑے ہوتے ہیں جب وہ یہ realize کرتے ہیں کہ ایک ادارہ actually rules کو violate ہونے سے بچا رہا ہے اور rules کو uphold کر رہا ہے۔ These are some of my submissions.
These are some of the reforms that PILDAT have been working for and this is what I have shared with you.

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ تقریباً سب لوگ ہی questions کرنا چاہیں گے۔ آپ بسم اللہ کریں۔ جی۔

جناب گلفام مصطفیٰ: ابھی جیسے الیکشن campaign کے دوران اخراجات کی limits کی بات ہوئی ہے، ہماری زیادہ تر آبادی مڈل کلاس سے belong کرتی ہے اور ہمارے پاس بہت زیادہ کروڑ پتی نہیں ہیں، اس لیے ایک common man الیکشن campaign کے expenses برداشت نہیں کرسکتا۔ دوسری طرف جب ہم بات کرتے ہیں کہ ہمارے پاس اچھے لوگ نہیں ہیں، سیاستدان اچھے نہیں ہیں،

کرپٹ ہیں تو ہم بڑی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ پھر آپ سامنے آجائیں حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ practically ایسا نہیں ہوسکتا۔ اس situation کو آپ کس طرح دیکھتی ہیں؟

محترمہ آسیہ ریاض: آپ کے سوال کا شکریہ۔ In fact this is an area that I hadn't talked about and I was hoping there will be a question. کئی ملکوں میں ایک system ہے جہاں public funding of political parties ہوتی ہے۔ یہ چیز ترکی میں ہے، جرمنی میں ہے، کئی اور ملکوں میں بھی ہے۔ ایسا ہے کہ parties contest کرتی ہیں اور ایک فارمولا state کی سطح پر طے ہوجاتا ہے۔ State آپ کو percentage of votes کے حساب سے funds دیتی ہے یعنی اگر پیپلز پارٹی کے اس وقت 40% votes ہیں، یہ صرف ایک مثال ہے 40% ہیں نہیں، ان کو state کی طرف سے پارٹی کے expenses چلانے کے لیے ایک certain amount of money ملے گی۔ اسی طریقے سے اپوزیشن کو بھی اسی percentage کے حساب سے پیسے ملیں گے۔ اس سے ہوتا یہ ہے کہ parties اپنے headquarters maintain کرتی ہیں۔ صرف یہ بات نہیں ہے کہ آپ اور میں الیکشن نہیں لڑسکتے، یہ اس کی ایک important consideration ہے لیکن میرے خیال میں ایک اور important consideration یہ ہے کہ ملک میں policies کیسی ہوں، ملک کیسے چلے گا، ملک کی governance کیسے improve ہوگی۔ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جو political parties کو سوچنی ہیں اور political parties کے اندر اس طرح کے structures and mechanisms ہونے چاہییں جس میں think tanks ہوں، ان کے پاس experts ہوں، وہ یہ سوچیں کہ energy policy کیا ہوگی، وہ یہ سوچیں کہ civil military relations کو کیسے deal کرنا ہے۔ وہ یہ سوچیں کہ economics and finance کو کیسے deal کرنا ہے۔ مہذب ملکوں میں یا established democracies میں جو state funding ہوتی ہے، جسے political funding کہا جاتا ہے جو state کرتی ہے، وہ اس لیے ہوتی ہے کہ parties کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے لیے اور ایک standard form میں لانے کے لیے، ووٹ کے حساب سے funds ملیں۔ وہ اس کے ذریعے اپنے offices اور think tanks maintain کرتے ہیں۔ اس کے ذریعے ہوتا یہ ہے کہ election expenses کو maintain کیا جاتا ہے۔ آپ اگر contest کرنا چاہیں تو اس سسٹم کے تحت آپ کی پارٹی آپ کے election expenses اٹھائے گی، آپ election expenses نہیں اٹھائیں گے۔ میرے خیال میں ہمارے ہاں صرف دو parties expenses bear کرتی ہیں، ایم کیو ایم اور جماعتِ اسلامی۔ ان جماعتوں میں individual expenses نہیں کرتے۔ ان کے علاوہ باقی جماعتوں میں یہ چیز count کرتی ہے کہ آپ کے پاس الیکشن لڑنے کے لیے کتنا پیسا ہے۔

In fact, PILDAT has a paper on public funding of political parties, if you want that, feel free to ask somebody, they will provide you the hard copies.

میرے خیال میں یہ اہم بات ہے کہ آپ اس کو بطور یوتھ پارلیمنٹ study کرکے go beyond that paper اور ایک فارمولا بنائیے کہ ہمارے ملک میں وہ فارمولا کیسا ہونا چاہیے اور وہ آپ کے reform proposal کے طور پر جانا چاہیے کہ people of average means of income should also be able to contest elections.

جناب سپیکر: فہد صاحب۔

جناب فہد مظہر علی: میڈم! آپ نے during the discussion یہ بتایا کہ پولنگ سٹیشنز کی scheme change ہوتی رہتی ہے۔ اس میں ہوتا کیا ہے کہ جو members contest کر رہے ہوتے ہیں، جو candidates ہوتے ہیں، وہ لوگوں کو ان کے گھروں سے پولنگ اسٹیشنوں تک لے کر جاتے ہیں۔ کیا یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو ووٹ کے لیے پولنگ بوتھ تک لے کر جائیں؟

محترمہ آسیہ ریاض: دیکھیے یہ ایسا issue ہے جس پر again ہمیں collectively فیصلہ کرنا ہے اور الیکشن کمیشن کو تمام political parties سے consult کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرنا چاہیے۔ دنیا میں بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں الیکشن والے دن کوئی بھی conveyance یا کوئی بھی vehicle استعمال کرنا بالکل منع ہے۔ اصل میں political parties کے پاس لوگوں سے ووٹ ڈلوانے کا طریقہ ہی یہ ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں ووٹ کا تھوڑا بہت percentage اسی وجہ سے ہے کہ گاڑیوں میں بھر کر لوگوں کو لے جایا جاتا ہے۔
In Bangla Desh, for instance, there was a complete ban on any transport on the day of elections in December 2008 simply because they wanted to discourage candidates to take people from one place to the polling stations.
یہ ایک reform ہے اور اس کے بارے میں آپ کی طرف سے ایک well-considered proposal جانی چاہیے۔ آپ سوچ سمجھ لیجیے اور ایسی تجویز ہو جس کے لیے پھر agitate کیا جائے۔ Try and understand, no political party, no matter what part of the country they are from, they would not like to see that implemented in Pakistan. اس کے لیے ضروری یہ ہے کہ polling stations نزدیک ہوں تاکہ لوگوں کو ایک سے دوسری جگہ transport کر کے لے جانے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ میرے خیال میں again یہ ایک reform proposal ہے جس پر بطور یوتھ پارلیمنٹ آپ کو ضرور کام کرنا چاہیے۔

جناب فہد مظہر علی: میڈم! اصل میں بات یہ ہے کہ ہم اس پلیٹ فارم پر right to vote کی بات تو کرتے ہیں لیکن جب right ہے تو پھر citizens کی ڈیوٹی اور responsibility بھی ہے کہ وہ خود جاکر ووٹ دیں۔ ضرورت اس بات کی ہے، ہم خود بھی youth ہیں، سب سے پہلے یہ ہونا چاہیے کہ اگلے الیکشن میں ہم سب لوگوں کو اس جانب توجہ دینی چاہیے۔

محترمہ آسیہ ریاض: یہ ایک تجویز ہے۔ You should probably form a committee on electoral reforms دونوں sides کو ملا کر اور اس میں اس معاملے پر بات کرنی چاہیے۔

جناب فہد مظہر علی: میں PILDAT سے درخواست کروں گا کہ kindly عام شہریوں کو یہاں بلائیں تاکہ ہم ان کے ساتھ ایک seminar کریں، اس کے بعد وہ عوام میں جاکر awareness پیدا کریں کہ ان کو بھی vote cast کرنا چاہیے۔

Ms. Aasia Riaz: As I said this should be part of your reform proposals.

جناب سپیکر: عامر عباس صاحب۔

جناب عامر عباس: میڈم! آپ نے بہت اچھے طریقے سے کافی چیزیں explain کردیں جن کے بارے میں، میں خود بھی double minded تھا لیکن ایک چیز ابھی تک مجھے clear نہیں ہے جو میں آپ سے پوچھنا چاہوں گا۔ آپ نے بہت اچھا اور مختصر طریقہ بتایا کہ اگر ہم کسی candidate کو choose کریں تو دو چیزوں کا دھیان رکھیں کہ ہم ان کے party manifesto کو، دستور، پالیسی یا منشور کو study کریں یا پھر ہم اس candidate کا ریکارڈ دیکھیں۔ میڈم! میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں میڈیا کا کردار totally yellow journalism ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ میڈیا آزاد ہے لیکن وہ اس قدر آزاد ہوگیا ہے کہ بالکل بےلگام ہوچکا ہے۔ وہ پاکستان کے بارےمیں یا current حکومت کے بارے میں کوئی بھی اچھا perspective بیان نہیں کرتے۔ For example جیو نیوز کا ایک پروگرام ہے 'کامران خان کے ساتھ'، میں جب بھی وہ پروگرام دیکھتا ہوں، میں خود دو منٹ کے لیے سوچ میں پڑجاتا ہوں کہ خدانخواستہ کل پاکستان میں third world war شروع نہ ہوجائے یا پھر ایسا نہ ہوجائے جس طرح کامران خان اس image کو present کر رہا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

دو منٹ بعد جب میں پاکستان ٹیلی وژن لگاتا ہوں تو اس میں یہ دکھایا جاتا ہے کہ پرائم منسٹر صاحب نے پانچ سو سرکاری اداروں کے ملازمین کو مستقل کردیا ہے، اس طرح ایک بڑا اچھا image present کیا جاتا ہے۔ میڈیا اور ٹی وی چینلز مختلف لوگوں کو بلاتے ہیں، اکثر میں نے یہ دیکھا ہے کہ مختلف موضوعات پر اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ ابھی بلوچستان کے مسئلے پر مشرف صاحب کے بیٹے بیرسٹر سیف اور طلال بگٹی صاحب کو ایک چینل نے ٹیلی فون لائن پر لیا تو ان کے درمیان ایک بڑی عجیب قسم کی cross talk اور confrontation ہوئی۔ میرا سوال یہ ہے کہ اپنے politicians اور parties سے اٹھے ہوئے اعتماد کو ہم کیسے بحال کرسکتے ہیں؟

محترمہ آسیہ ریاض: بہت شکریہ۔ It is a very interesting and important question. میرے خیال میں اس کا partly جواب آپ نے خود دے دیا۔ آپ نے کہا کہ آپ کامران خان صاحب کا پروگرام سنتے ہیں جس میں وہ totally حکومت کے خلاف بات کرتے ہیں اور پھر آپ PTV سنتے ہیں جس میں totally حکومت کے حق میں بات کی جاتی ہے۔ میرے خیال میں اس طرح آپ کو ایک balance مل جاتا ہے، آپ کو دو views مل جاتے ہیں، I will not go as far, I will tell you کہ جب کامران خان صاحب کا پروگرام ختم ہوتا ہے اورنجم سیٹھی صاحب کا پروگرام شروع ہوتا ہے تو آپ کو دو views مل جاتے ہیں۔ You have the pro-PPP view and you have the anti-PPP view. You are right, in an ideal world, it should not look like witch-hunt. objectivity کے کچھ تقاضے ہونے چاہییں ایسے نہیں ہونا چاہیے۔ تمام ملکوں میں جہاں جہاں پر میڈیا آزاد ہے، وہاں پر یہ ہوتا ہے۔ امریکہ کی مثال لے لیجیے، امریکہ میں جسے grand old party (GOP) کہا جاتا ہے وہ ریپبلکن پارٹی (Republican Party) ہے اور پھر ڈیموکریٹ (Democrats) ہیں۔ ریپبلکن ہمیشہ کہتے ہیں کہ امریکن میڈیا کو liberals نے take over کرلیا ہے۔ There is a liberal bias in the U.S. media جو کہ مکمل طور پر ہر چیز کے خلاف

ہیں، family values کے خلاف ہیں اور American values کے خلاف ہیں۔ Of course, for their part ڈیموکریٹ یہ کہتے ہیں کہ Fox News جیسے چینلز totally ریپبلکن کی طرف داری کرتے ہیں اور وہ ریپبلکن کے mouth piece ہیں۔ وہ ایسی چیزیں اچھالتے اور جذبات کو ایسی ہوا دیتے ہیں کہ مسائل کھڑے ہوجاتے ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا، ایک issue سامنے آیا تھا کہ نیویارک کے Ground Zero سے اتنے distance پر ایک اسلامک سینٹر بننا چاہیے۔ یہ issue Fox نے raise کیا تھا اور امریکہ میں بہت سارے لوگ اس پر بحث کرنے لگے۔ اس issue کو انہوں نے بہت emotional اور difficult بنادیا حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں تھا۔ وہ Ground Zero کے opposite نہیں تھا بلکہ وہ کچھ فاصلے پر تھا۔ You know in New York, mosques, synagogues and churches exist side by side. So this issue exists everywhere. I think the only comfort one can draw from this is کہ آپ کے پاس مختلف sources of opinion موجود ہیں۔اب دنیا کے اندر اور میڈیا میں بھی اتنی ترقی ہوگئی ہے کہ اس میڈیا کو جسے ہم کسی وقت news media کہتے تھے، اب یہ بھی traditional media بن گیا ہے۔ نیا میڈیا اب سوشل میڈیا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا اور ٹی وی میں آپ کبھی passive receiver نہیں رہے، آپ کے ہاتھ میں ریموٹ ہے آپ چینل change کرسکتے ہیں۔

اب ایک اور medium جو آپ کے پاس available ہے، وہ social network ہے، جیسے Twitter اور Facebook وغیرہ۔ اس میں تو آپ remote control سے بھی آگے چلے گئے ہیں۔ You produce content, you are active part of what will be said. So, it is all a matter of freedom and a matter of choice. میں آپ سے اتفاق کرتی ہوں کہ totally پنڈولم ادھر ادھر swing نہیں کرنا چاہیے but I think we can only take comfort from the fact that there are different views available.

جناب سپیکر: جناب محمد حامد چوہدری صاحب۔

جناب محمد حامد چوہدری: شکریہ جناب سپیکر۔ میڈم! آپ نے Indian election system کی بات کی۔ انڈیا میں تو یہ بھی restriction ہے کہ کوئی candidate ایک سے زیادہ حلقوں میں contest نہیں کرسکتایہ بھی reforms میں ان کا part ہے۔

Ms. Aasia Riaz: I am not sure. Is it the part of their reforms or it actually exists?

جناب محمد حامد چوہدری: یہ ان کے reform کا part ہے۔

محترمہ آسیہ ریاض: اس کا مطلب ہے کہ وہ یہ reform کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد حامد چوہدری: میڈم! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ PILDAT نے اسے کیوں put up نہیں کیا؟

Ms. Aasia Riaz: I think our jury is out still and we are not sure. I am not saying that we should not consider that but our collective view up till now is against it. I know there are some proposals by certain organizations. If you wish to give that proposal as part of Youth Parliament, go ahead, consider that and give that.

جناب سپیکر: ریحان ملک صاحب۔

جناب ریحان ملک: میڈم! بلوچستان میں صورت حال مختلف ہے۔ ہمارے علاقے کیچھ مکران میں drug barons and human traffickers dominant force ہیں، جو ہماری سینیٹ اور قومی اسمبلی کے ممبرز ہیں، یہ دنیا میں مختلف numbers پر آتے ہیں، ایم این اے یعقوب بزنجو صاحب کو آپ جانتی ہیں، تو اس طرح کے لوگوں کو avoid کرنے کے لیے کیا الیکشن کمیشن نے کوئی plan بنایا ہے؟

دوسری بات، الیکشن میں آرمی کے role کے بارے میں ہے۔ میں نے personally experience کیا ہے چونکہ سارے ballot box آرمی کے ہاتھ میں ہوتے ہیں، وہ جسے چاہیں کامیاب کروادیں، they are the king makers and the king breakers in Balochistan. ان چیزوں کو avoid کرنے کے لیے کیا الیکشن کمیشن نے کوئی plan یا کوئی law بنایا ہے؟

محترمہ آسیہ ریاض: ایک تو یہ کہ ایک citizen کو آزادی حاصل ہے کہ الیکشن میں contest کرنا چاہے تو اس کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اس حلقے کے لوگ ایک امیدوار کے خلاف petition لے کر جاتے ہیں کہ یہ اس اس چیز پر qualify نہیں کرتے۔ ایک تو یہ option ہے اور میرے خیال میں law یہی کہتا ہے کہ اس کو ایسے ہی ہونا چاہیے، اگر آپ contest کر رہے ہیں اور مجھے اعتراض ہے کہ candidate بننے کی constitutional requirement آپ پوری نہیں کرتے then I should go to the court. مجھے آپ کے خلاف complaint کرنی چاہیے۔ یہ ایسے ہی ہونا چاہیے this is how it is. If anybody complaints, of course Election Commission should look into it and presently it does look into it.

جہاں تک فوج کا تعلق ہے، یہ ایسا issue نہیں جسے الیکشن کمیشن alone دیکھے گا لیکن الیکشن کمیشن کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں الیکشن کمیشن کی credibility کا ایک کڑا امتحان ہوگا اور ان کے لیے بہت بڑا challenge ہوگا جبکہ کافی حد تک public opinion ان کےحق میں ہے کہ انتخابات free and fair ہوں۔ نسبتاً smaller challenge کراچی میں free and fair elections کا انعقاد ہے۔ یہ بھی ایک بڑا challenge ہے کہ بلوچستان میں الیکشن free and fairہوں۔ ایک ordinary citizen کسی فوجی کو بیلٹ بکس یا اس کی گنتی کرتے ہوئے دیکھتا ہے، اگر آپ کے پاس موبائل فون ہے اور آپ اس کی فوٹیج جیو کو بھیج دیں تو پتا نہیں آپ کے ساتھ کیا ہوگا لیکن آپ کو شاید پھر بھی کرنا چاہیے۔ I think it's important now that with more and more openness یہ چیزیں باہر نکلنی چاہییں۔ اگر آپ کے specific reform proposals ہیں، میں پھر امید کرتی ہوں کہ یہ تمام چیزیں جو میں کہہ رہی ہوں at one time you will consider them and give those proposals.

بلوچستان اور even کراچی کے لوگوں کی special conditions ہیں۔ آپ کے ہاں الیکشن manipulate ہوتے ہیں، اس لیے یہ important ہے کہ آپ ان special conditions کو سامنے رکھ کر، کوئی specific reforms دیں کہ الیکشن کمیشن کو یہ کرنا ہے، ایسے کرنا چاہیے تو I think it will be huge value for us and for the Election Commission.

جناب سپیکر: محترمہ سارہ عبدالودود۔

محترمہ سارہ عبدالودود: شکریہ سپیکر صاحب۔ میں جو سوال کرنے والی تھی، اس کا ابھی ایک منٹ پہلے ہی آپ نےجواب دیا ہے۔ آزاد الیکشن کمیشن بن گیا، اچھی بات ہے لیکن ایک آزاد شہری ہونے کی حیثیت سے کراچی جیسے شہر میں، میں بلاخوف و خطر کیسے پولنگ سٹیشن جاؤں گی اور زبردستی مجھ سے ووٹ cast نہیں کروایا جائے گا؟ There are certain areas جہاں ان جماعتوں کا بڑا stronghold ہوتا ہے، there is likely of manhandling and malpractices. کیا اس حوالے سے reforms ہوئی ہیں یا اس صورتِ حال سے بچنے کے لیے کوئی اقدامات کیے گئے ہیں؟

محترمہ آسیہ ریاض: کچھ چیزیں ہوئی ہیں۔ پہلے یہ تھا کہ آپ جب پولنگ سٹیشن جاتے تھے تو آپ کو پتا چلتا تھا کہ آپ کا ووٹ تو cast ہو چکا ہے۔ اب یہ ممکن نہیں ہوگا کیونکہ آپ کا کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ، آپ کی تصویر اور آپ کا thumb impression چاہیے ہوگا۔ اس طریقے سے آپ کو impersonate کرنا کافی مشکل ہوگیا ہے۔ الیکشن کمیشن کا تو یہی کام ہے کہ manipulation کی راہ میں hindrances پیدا کرے اور وہ انہوں نے کی ہیں۔ If some people are hell bent upon manipulating the elections, then perhaps they will be able to do so. میرے خیال میں again اس کے بارے میں آپ کے کیا proposals ہیں، وہ آپ کو ضرور دینے چاہییں۔ اگر آپ impersonate نہیں ہوسکتے تو شاید آپ کسی مخصوص پارٹی و ووٹ دینے کے لیے force ہوسکتے ہیں۔ I think with free media, with more and more focus on media, more and more cameras there, more and more people there, it would be quite difficult. یہ بات براہ کرم یاد رکھیے کہ ہماری ذمہ داری as a citizen ختم نہیں ہوجاتی۔ power of an individual کے بارے میں آپ نے بھی پڑھا ہوگا، ہم نے بھی پڑھا ہے۔

You have to raise your voice if you think that your right to vote is being violated. It will not be without consequences but then nothing in life is without consequences.

جناب سپیکر: جناب محمد حسیب احسن۔

جناب محمد حسیب احسن: شکریہ جناب سپیکر۔ جیسا کہ ابھی کہا گیا کہ MNA اور MPA کے لیے اخراجات کی ایک حد مقرر کی گئی ہے تو میں بتانا چاہوں گا کہ الیکشن کمیشن نے MPA کے لیے 15 لاکھ اور MNA کے لیے 25 لاکھ روپے کی حد مقرر کی ہے۔ جس طرح محرّم اور ربیع الاوّل کے دوران via camera monitoring ہوتی ہے، تو آیا ایسا ہوسکتا ہے کہ ہر پولنگ اسٹیشن پر district level یا town level پر via camera monitoring کی جائے اور پھر اس کا ہیڈ آفس الیکشن کمیشن آف پاکستان میں ہو؟ اس monitoring کے through یہ ہوسکتا ہے کہ اگر کسی بھی جگہ violence ہو تو الیکشن کمیشن فوراً اس جگہ الیکشن postpone کردے۔ اس سے فرق پڑے گا کیونکہ ہر بندہ گھبرائے گا اور ڈرے گا کہ میں نے کروڑوں روپے خرچ کیے ہیں، میں کوشش کروں کہ violence نہ کروں تو زیادہ بہتر ہے بہت شکریہ۔

محترمہ آسیہ ریاض: آپ کی suggestion interesting ہے۔ All of these require huge amount of money. I think a variety of mechanisms can be adopted

for this. الیکشن کمیشن کے observers ہیں، دوسرے observers ہیں، جماعتوں کے اپنے امیدوار اور ان کے ساتھ لوگ وہاں پر موجود ہوتے ہیں اور as I said میڈیا ہے، سوشل میڈیا ہے، you are actually now encouraged to make footage and send to a TV channel or post it online. شاید اس کو glass half full کہنا چاہیے کہ جو الیکشن کو manipulate کرنا چاہتے ہیں، ان کے لیے مشکل ضرور ہوگئی ہے۔

جناب سپیکر: توصیف عباسی صاحب۔

جناب توصیف احمد عباسی: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ میڈم ابھی بات کررہی تھیں free and fair elections کے حوالے سے تو میں چونکہ Comsats University سے Electrical Engineer ہوں، ہم لوگ تین سال سے الیکشن کمیشن کے ساتھ electronic voting machine پر کام کررہے ہیں۔ ہم لوگوں نے ان کو proposal دیا اور انہوں نے ہمارے ساتھ collaborate بھی کیا۔ ہم نے ایک electronic voting machine ترتیب دی ہے۔ چونکہ میں Design Engineer ہوں تو میں نے اس کی designing کی ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

ہمارا ارادہ ہے کہ آئندہ کے general elections کے بعد ضمنی الیکشن میں انشاء اللہ، اس کو try کریں گے۔ ہم نے اس میں especially یہ چیز target کی ہے کہ جتنے بھی ممالک مثلاً انڈیا، جاپان، یونائیٹڈ اسٹیٹس اور کوریا میں جو electronic voting machines use ہوئی ہیں، ان میں جتنے بھی draw backs تھے جن کی وجہ سے وہ flop ہوگئیں، ہم نے الیکشن کمیشن کے ساتھ بیٹھ کر اور meetings کر کے، ان کو remove کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔

میں یہ بھی چاہوں گا کہ آپ لوگوں کو یہاں کسی دن physical demo بھی دکھاسکوں تاکہ اگر اس میں کچھ flaws رہ گئے ہیں تو ہم ان کو ختم کرسکیں اور آئندہ ایک بہتر چیز سامنے آسکے۔ انشاء اللہ، یہ voting machine ہمارے election system کا ایک part ہوگا۔ میرے لیے honour کی بات ہے کہ میں یوتھ پارلیمنٹ کا member ہوں اور میرا ایک proposal انشاءاللہ، پاکستان کے لوگوں کے لیے اور free and fair elections کے لیے ایک right step ہوگا۔

کل میں نے جناب احمد بلال محبوب صاحب، ایگزیکٹو ڈائریکٹر سے بات بھی کی، میں ایک proposal submit کروا رہا ہوں، انشاء اللہ next time سیشن میں، میں چاہوں گا کہ آپ لوگوں کو اس پر presentation بھی دوں۔ ہم لوگ اس پر ایک اچھے طریقے سے آگے بڑھیں تاکہ سب لوگوں کو اس کا فائدہ پہنچے۔

محترمہ آسیہ ریاض: بہت شکریہ بلکہ اگر آپ کی electronic voting machine functional ہے تو ہو سکتا ہے آپ اس کو یوتھ پارلیمنٹ میں پرائم منسٹر اور ڈپٹی سپیکر کے الیکشن کے لیے استعمال کرنا چاہیں۔

جناب توصیف احمد عباسی: بالکل کرسکتے ہیں۔ میڈم! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں لیکن چونکہ وہ الیکشن کمیشن کی property ہے، funding ساری اس نے کی ہے تو اس کی اجازت کے بغیر میں نہیں کرسکتا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: محمد ظفر صدیق صاحب۔

جناب محمد ظفر صدیق: میڈم! ابھی توصیف بھائی electronic voting machines کا ذکر کر رہے تھے۔ یہ بات ہے تو بہت اچھی لیکن اس کے لیے training چاہیے ہوتی ہے۔ الیکشن کمیشن کے employees کو بھی ٹریننگ درکار ہوگی اور پولنگ اسٹیشن پر تعینات سٹاف کو بھی چاہیے ہوگی۔ اس سال چونکہ الیکشن بھی ہونے ہیں، آٹھ نو مہینے رہ گئے ہیں، تو وہ training کتنے time میں ان کو دے دی جائے گی؟

آپ نے ذکر کیا کہ امیدوار کے لیے limited expenses ہونے چاہییں، وہ تو ٹھیک ہے consensus کے ساتھ ہم define کرسکتے ہیں کہ یہ limit ہونی چاہیے لیکن ہم یہ کیسے calculate کریں گے کہ فلاں candidate نے اتنے ہی expenses کیے ہیں؟

محترمہ آسیہ ریاض: آپ اس طریقے سے calculate کریں گے کہ جو hoarding چوک پر لگا ہوگا، آپ کو اندازہ ہے کہ اس کا ریٹ کیا ہے۔ انہوں نے جو بینرز لگائے ہوں گے، آپ کو اندازہ ہے کہ ان کا ریٹ کیا ہے۔ اس طرح یہ طریقہ کار ہے جس سے لوگ دیکھتے ہیں کہ election expenses کتنے ہیں۔ It is all an estimate and then of course the candidate will have to explain کہ یہ تمام چیزیں انہوں نے کس طریقے اور حساب سے لی ہیں۔ If it was so difficult then the tax system would not evaluate.

دوسری جو آپ کی بات ہے، آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ جب انڈیا میں electronic voting machine introduce ہوئی تھی تو وہ چند elections میں test ہوئی تھی۔ سیاسی جماعتوں کو on board لیا گیا۔ یہ process کرتے ہوئے ان کو کافی دقت ہوئی تھی۔ ہماری proposals کے اندر شامل ہے کہ electronic voting machine کو استعمال کرنا چاہیے لیکن electronic voting machine test کرنے کے بعد، کسی بھی الیکشن میں تھوڑا استعمال کرنے کے بعد with all political parties on board اس کے بعد مکمل طور پر استعمال ہونی چاہیے۔ Before that, it will lead to a lot of problems.

جناب سپیکر: ملک صاحب۔

جناب محمد حماد ملک: میڈم! آپ نےبتایا کہ caretaker government جو آئے گی، اسے nominate کیا جائے گا۔ پھر آپ نے یہ بھی بتا دیا کہ caretaker government میں جو بندے ہوں گے، چاہے وہ اس کے پرائم منسٹر ہیں یا وزرا ہیں، وہ سمیت اپنے family members کے، الیکشن میں compete نہیں کرسکیں گے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ لازمی ہے اس بندے کے لیے جس کو ایک دفعہ سپیکر یا باقی پارلیمانی کمیٹی نگران حکومت کے لیے nominate کرلے کہ وہ لازمی اسی میں آئے یا وہ volunteer ہوگا کیونکہ یہ شہادت تو شاید کوئی کم ہی accept کرے۔ ہمارے ہاں traditional سیاست چلتی ہے، ایک بندہ اگر ایم این اے ہے تو وہ اگلے پانچ sessions میں ایم این اے ہی رہتا ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے یا میں ہوں یا میرے بعد میرا بیٹا آئے۔ اس طرح کون اس چیز کو accept کرے گا؟

Ms. Aasia Riaz: This is a one time requirement.

یعنی آپ propose کیجیے کہ جیسے اگر ابھی ہمارے الیکشن 2013 میں ہیں تو جو بھی caretaker minister ہوں گے، وفاق میں یا صوبوں میں، وہ اور ان کی family

کے لوگ 2013 کے الیکشن نہیں لڑ سکتے .not for all times to come اگلے الیکشن تو وہ لڑ سکتے ہیں لیکن 2013 والے نہیں لڑسکتے because they have to be neutral and independent.

جناب سپیکر: تیمور شاہ صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ: شکریہ جناب سپیکر۔

A lot of things and measure have been taken to make the Chief Election Commissioner and the setup of the interim government and interim Prime Minister to make them more efficient and un-prejudiced.

میں پوچھنا چاہوں گا کہ grass root level پر کیا کیا جارہا ہے کہ پریذائیڈنگ افسران کا role فعال بنایا جائے۔ What measures are taken so that the presiding officers at the polling stations are not prejudiced?

محترمہ آسیہ ریاض: جیسا کہ پہلے بھی میں نے آپ سے عرض کیا کہ چونکہ وہ الیکشن کمیشن کے control میں آتے ہیں تو of course الیکشن کمیشن انہیں train کرتا ہے اور الیکشن سے پہلے regular trainings ہوتی ہیں۔ وہ سارا control صرف نام کا ہوگا جب تک الیکشن کمیشن کا ان کے خلاف کوئی disciplinary action لینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

This control only exists in name which is why we are proposing the reform that I can only tell you what to do if I have the control to take disciplinary action against you.

جناب سپیکر: محمد ہاشم عظیم صاحب۔

جناب محمد ہاشم عظیم: بہت شکریہ سپیکر صاحب۔ میرا question یہ ہے کہ ہمارے پاس till the last moment course of disagreement ہونا چاہیے۔ Playing field سب کے لیے level ہونی چاہیے لیکن اگر one to one elections ہیں یا جتنے بھی امیدوار ہیں اور ہم ووٹرز یہ سمجھتے ہیں کہ دونوں capable نہیں ہیں، اس کے لیے ایک third column بیلٹ پر بناسکتے ہیں کہ ہم دونوں کو endorse نہیں کرتے۔ کوئی بھی اس قابل نہیں ہے۔ اس کے لیے عابد منٹو صاحب نے recommendation جمع کروادی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی اپنے پلیٹ فارم پر اس کو ذرا اچھی طرح draft کرکے اپنی طرف سے بھی recommendation دیں۔

میڈم! اس سے related میرا ایک اور question ہے کہ جس طرح ساری جماعتیں women representation کی بات کرتی ہیں اور اس کے لیے ہم نے ایک fixed quota دیا ہے، میری اپنی ایک feeling ہے کہ اس میں زیادہ تر nepotism ہوتی ہے، MNAs اور MPAs یا دوسرے parliamentarians کی wives یا دوسری party leaders آگے آجاتی ہیں۔ اس سے کہیں بہتر women empowerment کے لیے یہ ہے، اگر ہم women empowerment کی بات کرتے ہیں تو ہمیں direct electorate کی طرف جانا چاہیے اور parties کو eligible کرنے کےلیے 10% tickets women کو دینی چاہییں۔ جب women door to door campaign کریں گی تو اس سے کافی اچھا impact پڑے گا۔

محترمہ آسیہ ریاض: آپ نے جو خواتین کے حوالے سے بات کی ہے، یہ بالکل ایک proposal ہے۔ میرے خیال میں آپ کو بھی یوتھ پارلیمنٹ کے اندر اس

کو دیکھنا چاہیے۔ یہ proposals exist کرتی ہیں اور آپ کو ویب سائٹ سے مل سکتی ہیں .and you can develop that

جہاں تک آپ کی دوسری رائے کا تعلق ہے، آپ ایک free citizen ہیں،

As far the other view is concerned, if there is a consensus in the House, you can give that reform proposal though in that eventuality, the only flaw with that is the concerned constituency will be left without representation.

جناب سپیکر: عمر رضا صاحب۔

جناب عمر رضا: شکریہ جناب سپیکر۔ میڈم! میرا علاقہ desert اور forest پر مشتمل ہے۔ ادھر ووٹ gun point پر cast کیے جاتے ہیں اور وہاں فائرنگ کا تبادلہ بھی ہوتا ہے۔ کیا اس الیکشن میں بھی ایسا ہوگا؟ وہاں پریزائیڈنگ افسر جانے سے ڈرتے ہیں، انہیں مار دیا جاتا ہے یا پھر ان کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے۔ کیا یہ سلسلہ تبدیل ہوگا؟ میں اس کے لیے ایک solution بھی تجویز کروں گا کہ اس کے لیے پورے پاکستان میں دفعہ 144 کا نفاذ کیا جائے تاکہ کوئی بھی اسلحہ نہ لہرا سکے اور free and fair الیکشن ممکن ہو سکیں۔

میڈم! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے صدر آصف علی زرداری صاحب چونکہ PPP سے belong کرتے ہیں، ان کے پاس PPP کے شریک چیئرمین کا عہدہ بھی ہے، کیا مسٹر زرداری الیکشن میں PPP کی support نہیں کریں گے؟

میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ ہم اپنی سیاست کو انڈیا کے ساتھ کیسے compare کرسکتے ہیں جب کہ ہمارے ہاں PPP کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری ہیں جو انگلینڈ میں رہتے ہیں۔ دوسری طرف انڈیا کے راہول گاندھی اپنے عوام کے پاس جاتے ہیں اور ان سے ملتے ہیں۔

محترمہ آسیہ ریاض: آپ کے سوال پورے ہوگئے؟ کیا میں ان کا جواب دے دوں؟ مجھے لگتا ہے کہ مجھے آپ کے سارے سوال بھول گئے ہیں۔

جہاں تک آپ کے حلقے کا تعلق ہے، آپ کو اپنی proposal یہاں یوتھ پارلیمنٹ میں threadbare discuss کرنی چاہیے۔ آپ کو اپنے area کے مطابق reform ضرور دینا چاہیے۔ جہاں تک صدر مملکت کے partisan ہونے کا تعلق ہے، this is exactly the reform proposal we have given کہ صدر مملکت اور گورنرز code of conduct کے دائرہ کار میں آنے چاہییں۔ In fact میں نے آپ کو ایک مثال نہیں دی and I think we can actually take pride in the fact کہ الیکشن کمیشن نے اس معاملے پر action لیا ہے so we hope کہ اب ایسے نہیں ہوگا۔ ہوا یہ کہ جس وقت پاکستان میں by elections ہورہے تھے تو پرائم منسٹر صاحب نے کئی جگہوں پر جاکر rallies سے خطاب کیا۔ انہوں نے وہاں کچھ schemes announce کیں اور ظاہر ہے وہ وہاں اپنے سرکاری pomp and show کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے اس علاقے کے لیے سرکاری gifts کا اعلان کیا کہ یہاں پر یہ ہوجائے گا اور گیس، بجلی، پانی وغیرہ دیے جائیں گے۔

We wrote to the Chief Election Commissioner at that time that the code of conduct should be applied in the by elections in the same way as is applied in the general elections.

الیکشن کمیشن نے ہمارے خط پر نوٹس لیتے ہوئے، تمام چیف سیکرٹریز کو consult کرکے، شاید پچھلے سال جولائی میں، ایک directive issue کیا۔ اس میں کہا گیا کہ کوئی بھی سرکاری عہدیدار، پرائم منسٹر، وزیر اور مشیر by-elections میں سرکاری خرچ پر نہیں جائیں گے اور کوئی schemes announce نہیں کریں گے۔ Since that day جو ضمنی انتخابات ہوئے ہیں، ان میں کسی نے اس چیز کو violate نہیں کیا۔ I think we should take pride in the fact کہ الیکشن کمیشن نے ایک important position لی۔ وہ directive موجود ہے، آپ ہماری ویب سائٹ پر search کریں ہم نے اس پر بھی reproduce کیا ہے۔ Hopefully, if the Election Commission flexes its muscles وہ ان کو بھی contain کرسکے گا۔ As I said President and Governors should fall under that anyway.

جناب سپیکر: جناب اسامہ محمود صاحب۔

جناب اسامہ محمود: شکریہ جناب سپیکر۔ چونکہ ہم لوگ الیکشن کمیشن کے حوالے سے چھوٹے چھوٹے points پر کام کر رہے ہیں تو میرا basic concern اور بنیادی سوال بھی اسی سے متعلق ہے کہ کیوں ہم چوبیس گھنٹے کے frame میں سارا کام کرتے ہیں؟ پورے پاکستان میں ایک ہی دن میں الیکشن کیوں ہوتے ہیں؟ کیوں نہ ایک ہفتے کا وقت ہو، ایک ہفتے میں پورے پاکستان میں الیکشن ہوں اور strong monitoring ہونی چاہیے۔ میں اس issue پر کچھ کام کررہا ہوں اور مزید کروں گا۔As compared to other countries ہم لوگوں کو monitoring کا سلسلہ strong کرنا چاہیے، یہ نہ ہو کہ چوبیس گھنٹے کے بعد میڈیا بتادیتا ہے کہ یہ یہ لوگ جیتیں گے۔ میڈیا کے بارے میں کوئی policy ہونی چاہیے کہ پورے week میں ان پر یہ یہ restriction ہے کہ اس طریقے سے آپ لوگ coverage دیں گے۔

دوسری بات میں کہنا چاہوں گا کہ تمام parties الیکشن میں حصہ لیتی ہیں تو parties کی بھی responsibility ہونی چاہیے کہ اپنے ارکان اسمبلی کی training کریں۔ ہم جو چیزیں discuss کررہے ہیں کہ یہ یہ چیزیں ہونی چاہیے، الیکشن کمیشن ارکان اسمبلی کو train کرے۔

آخری بات میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو بھی civil officers and officials involve ہوتے ہیں، ان کی accountability ہونی چاہیے۔ دھاندلی ہوجاتی ہے، سب involve ہوتے ہیں، اس کے بعد حکومت بن جاتی ہے اور سب کچھ بھلا دیا جاتا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے، they should be punished اور ایسی سزا ہونی چاہیے کہ باقی لوگ سبق سیکھیں۔

Ms. Aasia Riaz: These are part of our reform proposals. Thank you.

جناب سپیکر: سلیم خان صاحب۔

جناب سلیم خان: میڈم! آج آپ نے الیکشن کے حوالے سے بات کی۔ ہماری زیادہ تر آبادی illiterate ہے اور rural area سے belong کرتی ہے۔ جب الیکشن ہوتا ہے تو زیادہ تر بوگس ووٹ ڈالے جاتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ educated طبقے کا ایک ووٹ اگر دو consider کیا جائے تو زیادہ بہتر بھی ہوگا، transparency بھی ہوگی اور ملک میں strength بھی آئے گی۔

Ms. Asia Riaz: Oh my God, oh my God.

جناب سپیکر: پٹھان پٹھان ہوتا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

محترمہ آسیہ ریاض: اگر آپ کا یوتھ پارلیمنٹ کے اندر اتفاق ہوجاتا ہے تو میرے خیال میں ہم پھر شاید اس کو سیکرٹریٹ کے level پر روک لیں گے۔

جناب سپیکر: جامعی صاحب۔

جناب جمال نصیر جامعی: میڈم! ہمارے ہاں سینیٹر، پرائم منسٹر کا انتخاب contest کرسکتا ہے اور نہ سینیٹر اس انتخاب میں ووٹ دیتے ہیں۔ اس کے بعد اسی پرائم منسٹر کی کابینہ میں آدھے سینیٹرز ہوتے ہیں تو یہ تھوڑا illogical معلوم ہوتا ہے کہ وہ سینیٹرز جنہیں ہمارے منتخب نمائندے elect کرتے ہیں، وہ تو پرائم منسٹر کا election contest نہیں کرسکتے حالانکہ they are superior than National Assembly members.

اس کے علاوہ میں کہنا چاہوں گا کہ بھارت میں من موہن سنگھ صاحب سینیٹر ہیں اور اگر پاکستان کی practical political life دیکھی جائے تو اس میں جب ہم نے پرائم منسٹر اپنی پسند کا بنانا ہوتا ہے تو ہم import بھی کر لیتے ہیں اور اسی پرائم منسٹر کی وجہ سے پھر پاکستان دنیا بھر میں تضحیک کا نشانہ بنتا ہے۔ ایک سابق وزیر اعظم کہتے ہیں کہ اگر پرائم منسٹر کو تھرپارکر یا اٹک، ان کے حلقہ جات میں چھوڑ دیا جائے اور یہ شام تک وہاں سے واپس آجائیں تو میں سیاست چھوڑ دوں گا۔ دوسری پرائم منسٹر کہتی ہیں کہ اگر یہ پورے پاکستان میں free and fair کونسلر منتخب ہو کر دکھادیں تو میں سیاست چھوڑ دوں گی۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ایک ایسا reform لایا جائے کہ سینیٹر بھی پرائم منسٹر کے لیے candidate ہو؟

محترمہ آسیہ ریاض: آپ کی تجویز interesting ہے۔ میرے خیال میں ہمارا Constitution سینیٹ کو ایوان بالا نہیں کہتا۔

It is just called Senate and it is not superior in any way but this is how it is. If you have a reform proposal, you must give that.

جناب سپیکر: احمد نمیر فاروق صاحب۔

جناب احمد نمیر فاروق: میرا ایک suggestion ہے کہ جس طرح امریکہ میں ہوتا ہے، وہاں two parties system ہے، وہاں دو presidential candidates کی آپس میں debate ہوتی ہے اور وہ کافی healthy debate ہوتی ہے۔ اس سے عام لوگوں کو policies کا بھی پتا چل جاتا ہے کہ یہ امیدوار بعد میں کیا reforms لائیں گے۔ کیا پاکستان میں ایسا کوئی mechanism devise نہیں ہوسکتا جس میں الیکشن کمیشن کی طرف سے compulsion ہو کہ پرائم منسٹر کے لیے contest کرنے والی leading parties الیکشن سے پہلے ایک debate conduct کریں جس کو state media پر telecast کیا جائے اور لوگ دیکھیں کہ جماعتوں کی policies کیا ہیں اور ایک دوسرے کو confront کیسے کرسکتے ہیں۔

محترمہ آسیہ ریاض: دیکھیں to a large extent پی ٹی وی کرتا تھا۔ It has been happening کہ وہ جماعتوں کو بلا کر علیٰحدہ بھی موقع دیتے ہیں پھر

candidates کو بھی لیکن پرائم منسٹر کے candidate کے لیے کوئی specific debate نہیں ہوئی۔ Again this is a proposal you can give from the platform of Youth Parliament.

جناب سپیکر: اصغر فرید صاحب۔

جناب محمد اصغر فرید: شکریہ جناب سپیکر۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ PILDAT نے الیکشن کمیشن کے حوالے سے بہت سی reforms لائی ہیں۔ سب سے اچھی چیز جو مجھے لگی وہ یہ ہے کہ ہم اپنی constituency میں امیدوار کی informed choice کرتے ہیں۔ آپ نے کہا ہے کہ ایک فارم وہ fill کرے گا جس میں وہ بتائے گا کہ میں نے یہ یہ کچھ کرنا ہے، اس فارم کو الیکشن کمیشن online اپنی ویب سائٹ پر show کرے گا۔ بنیادی طور پر ہماری 60% آبادی rural areas سے belong کرتی ہے جن کے پاس net available نہیں ہوتا، even TV بھی کافی لوگوں کے پاس نہیں ہے، تو وہ اس فارم کو کیسے پڑھ سکیں گے؟ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح electoral rolls کی list display ہوگی، اسی طرح ہر candidate کا فارم بھی display ہونا چاہیے۔ اس سے rural areas کے تمام لوگ بھی فائدہ اٹھا سکیں گے اور اس فارم کو پڑھ سکیں گے۔

میرا دوسرا سوال fake degrees سے متعلق ہے۔ Fake degrees کا مسئلہ بہت پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے، میرا آپ سے question ہے کہ ایم این اے اور ایم پی اے کے candidate کی qualification کتنی ہونی چاہیے؟ اگر qualification کے حوالے سے کوئی reform آپ کے ذہن میں ہو تو ہمیں بتائیے۔

محترمہ آسیہ ریاض: اس کے لیے کوئی qualification نہیں ہونی چاہیے جیسے آپ کے لیے کوئی qualification نہیں ہے۔ The only qualification is that you have to be a citizen of Pakistan. In our case, we have said you should be able to read and write Urdu. جب تعلیمی قابلیت کی شرط تھی تو وہ discriminatory تصور کی جاتی تھی۔ ایک ایسے ملک میں جہاں پر literacy level بہت کم ہے، آدھی سے زیادہ آبادی کو آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ آپ کے نمائندے کے طور پر الیکشن نہیں لڑسکتے۔ دنیا کے کسی ملک میں education کی کوئی qualification نہیں ہے۔

جناب محمد اصغر فرید: میرے خیال میں اتنے بڑے level پر جو decisions ہوتے ہیں، ایک پڑھا لکھا بندہ بہتر decision کرسکتا ہے۔

محترمہ آسیہ ریاض: آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن دیکھیے spirit یہ ہے کہ وہ عوام کے نمائندے ہیں۔ وہ عوام میں سے ہیں اور عوام کو represent کرتے ہیں۔ وہ technical experts نہیں ہیں، انہیں technical experts hire کرنے کی آزادی ہونی چاہیے۔ امریکہ میں ایک سینیٹر کے سٹاف میں کم از کم سو لوگ ہوتے ہیں جن میں کئی ایسے لوگ بھی ان کے سٹاف کے طور پر کام کرتے ہیں جو کہ experts ہوتے ہیں۔ For instance ہارورڈ یونیورسٹی کے کوئی پروفیسر کسی سینیٹر کے staffer کے طور پر آکر کام کرتے ہیں تاکہ ان کو اس specific issue پر help اور assist کرسکیں۔ لہٰذا، جمہوریت کا concept یہ ہے کہ عوام کے نمائندے عوام

کو represent کرنے کے لیے آئیں اور عوام کے مفاد میں کام کریں۔ Expertise is available to be hired.

جناب سپیکر: محترمہ ایلیا نوروز علی۔

محترمہ ایلیا نوروز علی: میرا سوال electoral reforms سے متعلق ہے۔ آپ نے کہا کہ ہمارے پاس ہمارا شناختی کارڈ اور دوسری چیزیں ہونی چاہییں، آپ نے identification کے لیے picture کا بھی ذکر کیا۔ یہاں میں نے اکثر دیکھا کہ جو عورتیں نقاب کرتی ہیں، تصویر میں ان کی پہچان نہیں ہوسکتی۔
Nobody knows who the person behind that veil is. How would you counter that? What would you do for that?

محترمہ آسیہ ریاض: دیکھیں یہ ایک traditional چیز ہے۔ I don't think NADRA can force anybody to provide a picture لیکن آپ کو پاسپورٹ کے لیے تو تصویر کھچوانی ہی پڑتی ہے۔ آپ کے انگوٹھے کا نشان بھی ہوگا which will serve as an identity. اگر شناختی کارڈ پر تصویر ہے تو چونکہ عورتوں کے پولنگ سٹیشنز علیٰحدہ ہوتے ہیں، تو ان کو پولنگ سٹاف کہہ سکتا ہے کہ وہ پردے کے اندر جا کر اپنا چہرہ شناخت کرائیں۔

جناب سپیکر: جناب عبیدالرحمٰن صاحب۔

جناب عبیدالرحمٰن: شکریہ جناب سپیکر۔ یہاں بہت ساری باتیں کی گئیں جن میں کچھ شبہات موجود تھے۔ رقم کی جو limit رکھی گئی ہے، 15 لاکھ اور 25 لاکھ روپے، کیا یہ رقم ایک امیدوار صرف اپنی جیب سے خرچ کرسکے گا یا جو اس کو public endorsements ملتی ہیں سپورٹرز کی طرف سے، ان پر بھی لاگو ہوگا۔ پہلا سوال یہ ہے کہ ان public endorsements پر ہونا چاہیے یا نہیں کیونکہ امریکہ میں even companies endorse کرتی ہیں، فنڈز فراہم کرتی ہیں، پورے موٹر کیڈز ہوتے ہیں جو کہ public campaign میں جاتے ہیں۔ کیا یہ سپورٹرز پر بھی لاگو ہوگا یا نہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ 20 ویں ترمیم صرف Opposition Leader سے consensus مانگتی ہے لیکن ایسی parties جو boycott کرچکی ہوں، جو باہر ہوں یا جن کی پارلیمنٹ میں presence ہو لیکن majority نہ ہو، ان کے ساتھ consultation کا کیا لائحہ عمل ہوگا؟

میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ آپ نے کہا کہ ایک امیدوار اپنی public description دیتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے، نہیں کیا ہے، کیا یہ بات criminal offense میں consider ہوگی یا civil offense میں؟ مثلاً اگر ایک امیدوار اپنی تعلیمی qualification کے متعلق جھوٹ بولتا ہے، یا جو اس کے مالی معاملات ہیں ان کے متعلق وہ جھوٹ بولتا ہے تو کون سے offence میں consider ہوگا، وہ کون سا legal لائحہ عمل ہوگا جس کے تحت اسے لایا جائے گا؟

میرا آخری سوال یہ ہے، یہاں کہا گیا کہ نگران حکومت میں عہدہ رکھنے والا immediate انتخابات میں حصہ نہیں لے سکے گا جبکہ ہمیں پتا ہے کہ مختلف لوگ مختلف سیٹوں پر contest کرتے ہیں اور الیکشن کے فوراً بعد ضمنی انتخابات

کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، کیا جو نگران حکومت میں ہوگا وہ ضمنی انتخابات میں حصہ لے سکے گا؟

Ms. Aasia Riaz: Let me answer your questions one by one. You have put very good questions.

میرے خیال میں آئین اس معاملے میں silent ہے، وہ ضمنی انتخابات میں حصہ لے سکتے ہوں گے لیکن ضمنی انتخابات کے وقت وہ caretaker government میں نہیں ہوں گے۔ Issue یہ ہے کہ جس وقت آپ کے پاس حکومت کا، کسی وزارت کا قلمدان ہے، اس وقت آپ اس position میں نہ ہوں کہ آپ الیکشن کو کسی طریقے سے manipulate کرسکیں۔ جب آپ کے پاس کوئی قلمدان نہیں ہے تو of course as a citizen, you are qualified to contest it anytime.

آپ نے بات کی بیسویں ترمیم کی، دیکھیے بیسویں ترمیم نے صرف consultation process کو مزید elaborate کیا ہے۔ جن جماعتوں نے 2008 میں الیکشن نہیں لڑا تھا، وہ جماعتیں تو 18ویں ترمیم کے بعد بھی consult نہیں ہوسکتی تھیں، نہ caretaker government کی appointment پر، نہ الیکشن کمشنر کی تعیناتی اور نہ الیکشن کمیشن کے ممبرز کی تعیناتی پر because they chose not to be part of this Parliament. Constitution, after all, will talk about the elected representatives. If a political party chooses not to contest elections and offer it to be public representatives, after all it has to be to their peril. I just want to clarify this کہ بیسویں ترمیم نے کوئی نیا طریقہ کار وضع نہیں کیا۔ اس نے existing طریقہ کار کو streamline کیا ہے۔ اس نے یہ کیا ہے کہ deadlock پیدا نہ ہو لیکن ایک statement ہے قائدِ حزبِ اختلاف کی that we welcome as an organization as well that parties outside the Parliament should be consulted. Constitution does not provide for it لیکن دیکھیں میرا بڑا strong view ہے and I held this strong view even when 2008 elections were being held کہ کسی بھی سیاسی جماعت کو یہ کہنا کہ ہم الیکشن میں حصہ نہیں لیں گے it is almost a contradiction in terms. یعنی ایسے ہی ہوگیا کہ آپ کا profession تو یہ ہے، آپ کرنا تو یہ چاہتے ہیں لیکن آپ اسی چیز کا بائیکاٹ کر رہے ہیں۔ یعنی آپ سیاسی جماعت ہیں اور اگر آپ الیکشن میں حصہ نہیں لیں گے تو آپ ملک کو بند گلی میں لے جائیں گے، گلے کاٹیں گے، کیسے فیصلے کریں گے۔ If you don’t have a seat at the table, at the highest representative body in the country, how else will you find solutions to people’s problems. لہٰذا، defected ہو، جیسا بھی ہو، you have to get your foot in the door. آپ اس یوتھ پارلیمنٹ میں آئے ہیں، یہ کوئی legal اور formal پارلیمنٹ نہیں ہے، آپ یہاں جو کچھ فرمائیں گے، جو کچھ reform proposals دیں گے، وہ binding نہیں ہیں، ایک responsible citizen کی طرح آپ کا خیال ہے کہ آپ کی آواز collectively from the platform of Youth should carry some weight, should be heard, so you are giving it your time. So, apply this argument. I think some of the political parties have the moral conviction today to say کہ وہ فیصلہ غلط تھا۔ ان میں سے کچھ اب بھی کہتے ہیں کہ وہ فیصلہ درست تھا۔ میرے خیال میں وہ فیصلہ غلط تھا۔ بہت ساری جماعتیں اس وقت پارلیمنٹ میں نمائندگی نہیں رکھتیں، whether or not ان کے کل الیکشن لڑنے کے prospects ہیں یا نہیں ہیں، I think

those parties should formally write to the Parliament, write to the Speaker, write formal اگر کوئی to whoever is in-charge of things and say that this is our view. process of consultation نہیں بھی ہے، مثال کے طور پر چیف الیکشن کمشنر کے لیے ان جماعتوں کو جو باہر بیٹھی ہیں، ان کو اپنے دو دو نام سپیکر کو یا لیڈر آف دی اپوزیشن یا لیڈر آف دی ہاؤس کو بھیج دینے چاہییں۔ You just have try to be relevant. باہر کھڑے ہو کر یہ کہتے جانا کہ یہ بھی غلط ہے اور وہ بھی غلط ہے، unfortunately, that is not the way to do things.

آپ نے expenditure کی بات کی، آپ شاید غلط سمجھے، میں یہ نہیں کہہ رہی کہ expenditure یہ ہونا چاہیے۔ قانون کے تحت پچیس لاکھ اور پندرہ لاکھ expenditure کی حد already موجود ہے۔ ہمارا view یہ ہے کہ جو بھی ہے، اس کو realistic ہونا چاہیے۔ After that expenditure is decided, it should be implemented. یعنی اس وقت وہ صرف نام پر ہے اور وہ violate ہوتا رہتا ہے لیکن وہ implement نہیں ہوتا۔ اس کو الیکشن کمیشن forcibly دیکھتا نہیں کہ کیوں violate ہورہا ہے۔ آپ نے بات کی جماعتوں کو ملنے والی donations کے بارے میں، یہ اس وقت ملک میں ایک بڑا غیر واضح system ہے۔ Again, I think it will be very interesting if some of you want to do a study کہ پاکستان میں کیا system ہے، لوگ کس حد تک donations دے سکتے ہیں، کارپوریشنز کیا donations دے سکتی ہیں اور کیا requirement ہے سیاسی جماعتوں اور امیدواروں پر کہ اس کو وہ public کریں۔ اگر آپ دیکھنا چاہیں کہ آپ کے امیدوار کو کسی نے ایک کروڑ روپے دیے ہیں تو کیا وہ ایک کروڑ روپے دے سکتا ہے یا ایک سو روپے بھی دے سکتا ہے اور کیا اس candidate نے واضح طور پر declare کیا ہے، legal requirements کیا ہیں؟ I think it is a very important thing for us to know.

Mr. Speaker: One last question. The woman from Gilgit-Baltistan may take the floor.

محترمہ علوینہ رؤف: میڈم! میں as such کوئی سوال نہیں پوچھنا چاہ رہی، میں صرف آپ سے suggestion لینا چاہ رہی ہوں۔ We talked about national and international practices, we gave examples of India and all that. الیکشن کمیشن کی بات کر رہے تھے، recently ابھی کل پرسوں ہمارے ہاں بھی الیکشن ہوں گے، what I have noted and feel is کہ سب الیکشن لڑنے والوں کے manifesto بہت اچھے ہیں، but still if a male votes for a male YP because his is a male and a girl votes for a female YP because she is a girl, so, is it something fair? کیا آپ کے خیال میں یہ چیز درست ہے کہ ہم free and fair elections میں contribute کرسکتے ہیں؟

محترمہ آسیہ ریاض: آپ کا سوال میری سمجھ میں نہیں آیا۔

محترمہ علوینہ رؤف: میڈم! آپ ہمیں اپنا message دے دیں۔

محترمہ آسیہ ریاض: دیکھیں اگر آپ یوتھ پارلیمنٹ کے حوالے سے بات کررہی ہیں تو اس دفعہ تو ہم نے آپ کو وقت دیا ہے۔ پہلے یہ تھا، پچھلی یوتھ پارلیمنٹ میں جس دن لوگ آتے تھے، اس سے اگلے دن الیکشن ہوتے تھے اور choose کرنے کے لیے بہت کم time ہوتا تھا۔ This time we have given you time.

ایک طرح سے ہم نے آپ سب کو in one stroke unleash کردیا ہے کہ اب آپ میں سے اس job کے لیے best person کو win کرنا چاہیے So it is how you present yourself.

No, it should not be females voting only for females. If you are using something as your strength, somebody else can use it as a weakness. It shouldn't be but I am not in a position to tell women that they should vote this way and men to vote this way. Eventually, you will all have to vote for one candidate. At the end of the day, that really depends on your ability to be able to canvass for your candidature.

(Desk thumping)

Mr. Speaker: Anyway, we adjourn to meet at 12:00 noon.

(The House was adjourned for tea break)

(The House reassembled at 12:05 noon under the chairmanship of Mr. Speaker)

جناب سپیکر: کل ایک معاملہ unfinished رہ گیا تھا۔ جب ہم بلوچستان کی بات کر رہے تھے، ڈاکٹر علی رضا صاحب نے ایک تجویز دی تھی کہ بلوچستان کے معاملے پر ایک کمیٹی بنائی جائے۔ میں کہوں گا کہ consensus سے سیکرٹریٹ کے ساتھ، حکومت اور اپوزیشن کے ساتھ مل کر ایک کمیٹی بنائیں۔ Let that Committee be headed by Mr. Baloch.

(Desk thumping)

جناب سپیکر: کمیٹی بنا لیں اور پھر کسی وقت اس کی میٹنگ کرلیں اور اس پر ایک سیر حاصل document بنائیں۔

May be the document you prepare will become a precursor for the National Assembly, Senate and the provincial assemblies. Thank you.

آج کا motion جناب محمد حامد ملک صاحب، یاسر ریاض صاحب اور محمد تیمور شاہ صاحب کا ہے اور یہ energy crisis کے بارے میں ہے۔

"This House may discuss the issue of energy crisis in the country."

ملک صاحب! براہ کرم آپ explain کریں۔

جناب محمد حماد ملک: محترم سپیکر! میں اس motion کے ذریعے House کی توجہ اس وقت ملک کے سب سے اہم مسئلے Energy Crisis کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ Energy crisis چاہے بجلی کی شکل میں ہو، چاہے وہ گیس کی لوڈشیڈنگ کی شکل میں ہو، چاہے وہ fuel prices کی شکل میں ہو، اس وقت ہمارا ملک energy کے ایک بہت بڑے crisis سے گزر رہا ہے۔ چونکہ آج کے دور میں ترقی کا انحصار کسی ملک کی energy consumption پر ہوتا ہے، اس لیے ہمارے لیے یہ ایک انتہائی اہم موضوع ہے اور اسی لیے ہم نے اس کو یہاں پر discuss کرنے کی تحریک پیش کی ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت ہمارے ملک میں لوڈشیڈنگ کی یہ صورتحال ہے کہ دیہات میں 14 سے 18 گھنٹے اور شہروں میں 6 سے 10 گھنٹوں کی غیراعلانیہ لوڈشیڈنگ معمول بن گئی ہے۔ اس کے علاوہ گیس کی لوڈ شیڈنگ کی بھی یہی

situation ہے۔ ٹرانسپورٹ کے لیے تو ہمیں پتا ہے کہ پنجاب اور سندھ میں دو دو تین تین دن کی لوڈشیڈنگ ہے، جبکہ KPK میں ہر روز چھ گھنٹے کی گیس کی لوڈشیڈنگ کی جارہی ہے۔

اس وقت ہم اپنے ملک کی بجلی کی ضرورت سے چار سے آٹھ ہزار میگاواٹ کم بجلی produce کر رہے ہیں جو کہ ہمارے لیے ایک لمحہٗ فکریہ ہے۔ اس کے ہماری معیشت پر direct and indirect effects کافی زیادہ آئے ہیں۔ بڑی industries بہت زیادہ متاثر ہوئی ہیں کیونکہ بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بڑی companies نہیں چل سکتیں۔ اس کے بعد جب ہم نے گیس کی لوڈشیڈنگ بھی شروع کردی تو جو industries خود اپنی بجلی generate کیا کرتی تھیں، اب ان کے لیے بھی ایک بہت بڑا مسئلہ پیدا ہوگیا ہے اور وہ بھی بند ہوگئی ہیں۔ اس energy crisis نے ایک عام آدمی کو بھی اتنا ہی متاثر کیا ہے جتنا کسی بڑی industry کو کیا ہے۔ اس وقت ہماری بجلی پر dependence اس قدر بڑھ چکی ہے کہ اس کے بغیر ہم بالکل گزارا نہیں کرسکتے۔

یہ صورتحال پیدا کیوں ہوئی؟ اس کے پیچھے main reason یہ ہے کہ ہمارے ہاں ملک سے محبت کرنے والا حکمران نہیں آیا جو کہ ہماری سب سے اہم ضرورت کو consider کرتا۔ سب اس کو اپنے personal مفادات کے لیے side پر رکھتے رہے۔ کوئی بھی ایسی پالیسی نہیں بنائی گئی جو یہ determine کرسکے کہ ہمارے مستقبل کی energy needs کیا ہیں اور ہمیں ان کے لیے کیا کرنا پڑے گا۔

توانائی کا زیاں بھی ہماری اپنی غلطی تھی جس کو میں لازمی بیان کرنا چاہوں گا چاہے وہ بجلی چوری کی form میں تھا، چاہے وہ گیس کو unfair means میں استعمال کرنے کی form میں تھا جیسا کہ ہم نے ٹرانسپورٹ کو گیس پر convert کردیا۔ انہی تمام چیزوں کے باعث اس وقت ہمیں energy crisis کا سامنا ہے۔

تیسری بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس میں ہمارے ملک کی policies اور سیاست کا بھی عمل دخل ہے۔ عوام کی توجہ کسی topic سے ہٹانے کے لیے بھی لوڈشیڈنگ زیادہ کردی جاتی ہے۔ اس کا simple سا طریقہ اپنایا گیا ہے کہ ہمارے جتنے بھی independent power plants ہیں، ان کو پیسے نہیں pay کیے جاتے۔ وہ production بند کردیتے ہیں اور اس کا result ہم لوڈشیڈنگ کی شکل میں برداشت کرتے ہیں۔ پالیسیاں نہ بنانا ہمارے ماضی کا ایک بڑا مسئلہ تھا۔ اب ہمیں future میں کیا کرنا چاہیے؟ ہمیں اس معاملے پر زیادہ focus کرنا ہے کیونکہ اگر وزیر اعظم صاحب کہتے ہیں کہ 2016 تک لوڈشیڈنگ ختم ہوجائے گی تو آیا ہم ان کی بات پر یقین کرسکتے ہیں؟ بالکل نہیں۔ اگر کریں بھی تو کیا ہم 2016 تک 14 سے 18 گھنٹے کی لوڈشیڈنگ پر گزارا کرتے رہیں گے؟ اس وقت تک ہماری معیشت کو بہت زیادہ نقصان ہوچکا ہوگا۔ ہمیں اس چیز پر بہت زیادہ زور دینا ہے کہ ہم ایسے means drive کریں جو کہ ہمارے energy crisis کو overcome کرسکیں۔

اس وقت ہمارے ملک میں ایک typical بات کی جاتی ہے کہ بھئی پانی نہیں، بارش نہیں ہوئی، اس لیے بجلی نہیں بن سکی۔ یہاں ایک بات بتانا میں ضروری سمجھوں گا کہ ہمارے ملک کی total electricity کا صرف 40% hydel ہے۔ ہم hydropower سے اپنی ضرورت کی صرف 40% electricity generate کر رہے ہیں جبکہ باقی thermal and nuclear سے generate کررہے ہیں۔ اگر پانی ختم

بھی ہوجائے تو پھر بھی ہمارے ملک میں اس حساب سے لوڈشیڈنگ نہیں ہونی چاہیے جیسا کہ آج کل ہورہی ہے۔

اب ایسے کچھ means کا ذکر کروں گا جن کو use کرکے ہم future میں energy crisis ختم کرسکتے ہیں۔ ڈیم بنانا تو بہت لمبا procedure ہے۔ ایک عام ڈیم کی feasibility بننے میں پانچ سال لگتے ہیں جبکہ اس کے بعد اس کی production میں بھی پانچ سال لگتے ہیں۔ اس لحاظ سے تقریباً دس سال کے عرصے میں ایک ڈیم بنتا ہے۔ ہم اس کا انتظار نہیں کرسکتے۔ سب سے پہلے ہمیں ایسے means drive کرنے ہوں گے جو کہ ہمیں immediate energy بھی provide کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں long term بھی چلنا چاہیے۔ اس کے لیے nuclear power ایک کافی اچھا mean ہے۔ Nuclear power plants منگوا کر یہاں install کرنے میں چھ سے آٹھ ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے اور وہ آپ کو immediate energy پہنچا سکتے ہیں۔ یورینیم کی ہمارے پاس اتنی کوئی کمی نہیں ہے، as a raw material وہ ہمارے پاس کافی پڑا ہے، ہم اس کو as a source use کرسکتے ہیں۔

اس کے علاوہ تھرکول ہے، جو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایک بہت ہی اچھا گفٹ دیا ہے۔ تھرکول کے statistics کے مطابق ہم اس سے پچاس ہزار میگاواٹ بجلی per year اگلے پانچ سو سال تک produce کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ایک بلین بیرل ڈیزل produce کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جو کہ گیس کو convert کرکے کیا جائے گا۔ اس کا طریقہ بالکل simple ہے، اس کے بارے میں ڈاکٹر ثمر مبارک مند نے بھی بتا یا کہ ہمیں وہ coal نکالنا بھی نہیں پڑ رہا، ہم صرف زیرِ زمین اس کی gasification کرکے اس energy سے بجلی بنالیں گے۔ اس کا pilot project start ہوچکا ہے اور اس وقت تھوڑی بہت production بھی دے رہا ہے۔ اس منصوبے کے لیے تین ارب روپے کی demand کی جارہی ہے کہ اس سے production increase کی جائے۔ اگر ہماری حکومت اس جانب توجہ دے اور وہ رقم جلدی grant کرے تو 2014 تک ہم اپنے energy crisis پر کافی حد تک قابو پاسکیں گے۔

اس کے علاوہ ہمیں inpendent power generators کو بھی تحفظ دینا چاہیے تاکہ وہ ہمیں immediately بجلی کی فراہمی کرسکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پھر ہم بڑے projects کی طرف بھی جاسکیں جو کہ dams ہیں۔

کالا باغ ڈیم کے حوالے سے ہمارے صوبوں میں اتفاق نہیں پایا جاتا۔ یقیناً ساری سیاسی جماعتوں کو ایک ساتھ بیٹھ کر فیصلے کرنا ہوں گے جو کہ ملکی مفاد میں ہوں نہ کہ کسی سیاسی جماعت کے مفاد میں تاکہ اس ملک کی ترقی ہوسکے۔ تھرمل پاور کے functional نہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہمارے ملک کی پالیسی ہے۔ جب تک ہم تھرمل پاور کے لیے ڈیزل یا دوسری چیزیں easily provide نہیں کریں گے، ہمیں یہ بھی ایک مسئلہ درپیش رہے گا۔ ہماری immediate power کا ایک بہت اچھا source تھرمل پاور بھی ہوسکتا ہے۔

جناب سپیکر! اس House کی مدد سے میں چاہتا ہوں کہ ہمیں ایک ایسی قرارداد منظور کرنی چاہیے جس کے ذریعے حکومت کو compel کیا جائے کہ وہ ایسے اقدامات اٹھائے جس سے ہمارا energy کا بنیادی مسئلہ جلد ٹھیک ہوسکے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب یاسر ریاض صاحب۔

جناب یاسر ریاض: شکریہ جناب سپیکر۔ معزز ارکان نے energy crisis پر بات کی اور بتایا کہ ہمارا shortfall 7,000 megawatts سے بڑھ کر 8,000 megawatts تک پہنچ گیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے گیس کے crisis کا بھی تذکرہ کیا اور اس کے effects کی بات بھی کی۔ میں مختصراً اس مسئلے کے way forward پر بات کروں گا۔

ہمارے سامنے جو مختلف way forwards ہیں، ان میں سب سے پہلے میں hydro-power plants کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ وزارتِ پانی و بجلی نے کچھ عرصہ قبل سروے کیا اور ایک رپورٹ شائع کی، اس کے مطابق پاکستان میں صرف گلگت بلتستان کے area میں hydel کے ذریعے 31,000 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی capacity موجود ہے جبکہ ہمارا موجودہ shortfall سات ہزار سے آٹھ ہزار کے درمیان ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی ضرورت سے چار گنا زیادہ صرف گلگت بلتستان میں ڈیم بنا کر حاصل کرسکتے ہیں۔ دیامر بھاشا جس کا feasibility plan بنے بہت عرصہ ہوچکا اور مشرف دور حکومت میں اس کا افتتاح کیا گیا، اور اس وقت کے وزیراعظم ایک تختی لگا کر آئے، اس کے چار یا پانچ سال گزرنے کے بعد یوسف رضا گیلانی صاحب بھی وہاں جاکر مزید اپنے نام کی ایک اور تختی لگا کرواپس آگئے۔ اس ڈیم پر ان چار پانچ سالوں میں جو کیا جاسکتا تھا، وہ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: بس جی ایسے ہی ہوتا ہے۔

جناب یاسر ریاض: اسی طرح گلگت بلتستان میں دیامر بھاشا ڈیم جس کی capacity 4,500 megawatts ہے، اس سے زیادہ capacity والا بونجی ڈیم ہے جس کی capacity 5,400 megawatts ہے، اس کی feasibility report بھی تیار ہے لیکن اس پر کوئی policy work نہیں کیا گیا۔ اگر ہم باقی پاکستان کو چھوڑ کر دریائے سندھ پر توجہ دیں، جس کے پانی پر سندھ طاس معاہدے کے تحت مکمل طور پر ہمارا حق ہے، صرف اسی پر کام کریں تو تب بھی ہم اپنے موجودہ shortfall سے چار گنا زیادہ بجلی پیدا کرسکتے ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب یاسر ریاض: اسی طرح جس دوسرے point کی طرف میں توجہ مبذول کرانا چاہوں گا کہ سندھ طاس معاہدے کے تحت تین دریاؤں پر حق پاکستان کا تھا اور تین پر انڈیا کا لیکن انڈیا نے ان دریاؤں پر بلکہ جن پر ہمارا بھی حق تھا، ان پر پچھلے عرصے میں بےتحاشا ڈیم بنائے جو کہ چھوٹے بڑے more than 80 کے قریب ہیں۔ ان سے وہ بجلی بھی پیدا کررہا ہے اور ہمارے حق کا پانی بھی استعمال کیا جارہا ہے۔ جب وہ ڈیم بن رہے تھے، ان کی feasibility reports بن رہی تھیں، تب تک ہم لوگ بالکل خاموش تھے۔ اب جب وہ functional ہوگئے تو ہم اپنے انڈس واٹر کمشنر کے خلاف غداری کا مقدمہ دائر کر رہے ہیں لیکن بروقت ہم کچھ نہ کرسکے اور وقت ضائع کرتے رہے۔ اب بھی ہم اس پر بات کرسکتے ہیں اور اس پانی کو بھی بجلی پیدا کرنے کے لیے use کرسکتے ہیں۔

ہمارے پاس second alternative wind and solar energy ہے جس کے حوالے سے پلاننگ کمیشن کی رپورٹ کے مطابق، گو کہ at the time of installment اس پر ہمیں زیادہ investment کی ضرورت ہے، 2.3 to 2.5 dollar per kilowatt at the time of installation اس پر ہماری لاگت آئے گی۔ Once these systems are installed, then fourty to fifty years, may be to sixty years ہمارے لیے free of cost بجلی پیدا کریں گے۔ پاکستان میں بہت سی ایسی sites دیکھی گئی ہیں اور ان کی feasibility reports تیار ہوئی ہیں جہاں پر ہم ان کے system install کرسکتے ہیں۔ ضرورت صرف حکومت کی commitment کی ہے۔

تیسری option قدرتی گیس سے بجلی پیدا کرنے کی ہے۔ قدرتی گیس سے اگر ہم بجلی پیدا کریں تو پلاننگ کمیشن کی رپورٹ کے مطابق installation cost تو نسبتاً کم ہے، installation کے بعد بھی تین سے پانچ روپے فی یونٹ کے حساب سے بجلی پیدا کرسکتے ہیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہمارے پاس قدرتی گیس کی بھی کمی ہے۔ پچھلے عرصے میں ہم نے جو industries کو گیس کی supply کی اور industries نے اس کی بنیاد پر بجلی produce کی، اس کی وجہ سے natural gas کا shortfall آیا، اس حوالے سے بھی ہمیں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

چوتھے نمبر پر اہم ترین ذریعہ ہمارے پاس under coal gasoline کا ہے جس کے بارے میں، میرے ساتھی نے ابھی بات کی۔ اس پر installation cost $0.8 ہے جو مذکورہ بالا تینوں possibilities سے بہت کم ہے۔ اس کو run کرنے کی cost بھی کم ہے۔

میں مختصراً چند ایک policy options دینا چاہتا ہوں جن کے بارے میں ہم سمجھتے ہیں کہ بطور پالیسی implement کی جانی چاہییں۔ موجودہ پاکستان کی natural gas usage میں سی این جی کا استعمال صرف 6 فیصد ہے۔ اگر ہم اسے cut کرتے ہیں تو اس سے house-hold level پر زیادہ اثر پڑتا ہے اور عام آدمی بہت متاثر ہوتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قدرتی گیس کے سی این جی سیکٹر میں استعمال پر cut نہیں لگانا چاہیے۔ ایک عام house-hold اور سی این جی سیکٹر کو قدرتی گیس کی supply کی جانی چاہیے جبکہ یہ cut industry پر لگنا چاہیے۔

میری دوسری recommendation یہ ہے کہ گیس کے حوالے سے new explorations پر کام کرنا چاہیے جو کہ پچھلے عرصے میں بالکل نہیں کیا گیا۔ اسی طرح ہمیں گیس کے حوالے سے ایک integrated import policy بنانی چاہیے۔ ہمیں تاجکستان، ترکمانستان سے اور ایران سے بھی بہت زیادہ offers آئی ہیں لیکن ایران کی offer کو ایک معاہدہ ہونے کے باوجود، international pressure کے تحت delay کیا جارہا ہے۔ اس لیے ہمیں فی الفور ایک import policy بنا کر natural gas import کرنی چاہیے۔ اسی طرح alternate sources پر بھی کام کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب محمد تیمور شاہ صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ: شکریہ جناب سپیکر۔ میرے معزز ارکان نے اس مسئلے کو اچھی طرح elaborate کیا ہے۔ میں simple اور cut short کرنا چاہوں گا۔ ہمارے ملک میں جو energy production کا طریقہ کچھ اس طرح ہے کہ چار power producers ہیں، واپڈا (WAPDA)، کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی (KESC)،

آئی پی پیز (IPP's) اور پاکستان اٹامک انرجی کمیشن (PAEC)- ان چار power produces کا ریگولیٹر PEPCO یعنی پاکستان الیکٹرک پاور کمپنی ہے- پیپکو کی ایک رپورٹ ہے کہ پاکستان کی اس وقت کی energy production سے ہمیں 60 فیصد زیادہ energy کی ضرورت ہے-

یہاں بیٹھے میرے تمام معزز ساتھیوں کے علم میں شاید یہ بات ہو کہ پاکستان میں installed capacity 19,855 MW ہے جبکہ demand 15,470 MW ہے- اس وقت ہماری power generation 13,555 MW کے قریب ہے- اس لیے ہمیں صرف اس بات کو elaborate کرنا چاہیے کہ ہماری installed capacity سے تو ہماری demand کم ہے- We have to increase the efficiency of our installed capacity. میرے بھائی نے بات کی، پاکستان میں hydel 40% سے power generation ہوتی رہی ہے- یہ اعداد و شمار تب کے ہیں جب natural gas boom نہیں تھا- جب سے natural gas boom آیا ہے تو 50% of the power generation قدرتی گیس سے ہو رہی ہے، 26% is from hydel, 11% is from crude oil and 7% is from coal. یہ تمام اعداد وشمار واپڈا اور پیپکو کےہیں- After the discovery of Thar coal, Pakistan has the seventh largest coal reserves. اس کے برعکس انڈیا میں 50 فیصد fossil fuel سے energy derive کی جارہی ہے- اس 50 فیصد میں سے چالیس فیصد energy coal سے extract کی جارہی ہے- ہم بھی ایسا کرسکتے ہیں- ہمیں بھی coal کو زیادہ اہمیت دے کر باقی sources کو cut short کرنا چاہیے-

دوسری بات یہ ہے کہ ہماری foreign policy اس میں بہت زیادہ matter کرتی ہے- اگر ہم دیکھیں تو ہر بل میں fuel price adjustment بھی ہوتی ہے اور باقی taxes بھی ہوتے ہیں جن میں نیلم جہلم سرچارج وغیرہ add کیا جاتا ہے- کام اس پر ہونہیں رہا، بل میں نیلم جہلم سرچارج آ رہا ہے، اس کے ساتھ ساتھ fuel adjustment price بھی آرہی ہے- ہم نے 1999 میں جب atomic explosions کیے تھے تو اس کے بعد سعودی عرب نے ہماری help کی تھی اور ہمیں subsidized crude oil دیا تھا- اگر ہم اپنی foreign policy بہتر کریں، ان ممالک سے اپنے relations بہتر کرلیں اور ان سے for crude oil and other fossil fuel ایک اچھا پیکج لے لیں، تو ہمارا power generation کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے-

کل کے اخبار Dawn میں ایک اور بات آئی ہے کہ due to the prevailing energy crisis in Pakistan, 2 to 3% GDP decrease is occurring per annum. یہ کمی مسلسل ہے اور کم نہیں ہورہی- نشاط ملز جو کہ ایک power producer ہے، اس نے چونیاں لاہور میں ایک نیا alternative power generation کا طریقہ use کیا ہے کہ چھاول کے چھلکے یعنی rice husk اور دوسرے waste material of cotton کو جلا کر steam procdue کی جائے اور اس سے energy produce کی جائے-

جناب سپیکر! 12,000 میگاواٹ ہماری production ہے- ہماری production ملا جلا کر through fossil fuel and hydel 12,000 MW ہے- ہم ہر چیز میں انڈیا کو quote کرتے ہیں، انڈیا میں صرف wind energy 11,000 MW سے produce کیے جارہے ہیں- ہمارے پاس بھی warm waters ہیں، ہم tidal energy بھی produce کرسکتے ہیں، چولستان میں یہ پراجیکٹ شروع کرسکتے ہیں جس میں wind

energy پیدا کی جاسکے۔ یہ procedure زیادہ time taking بھی نہیں ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: میرے ایک دوست نے چائے کے وقفے میں کہا کہ میں اٹھتا ہوں لیکن آپ مجھے time نہیں دیتے۔ وہ کون تھے؟ آپ تھے، جی پلیز۔ آپ اپنا نام لے لیجیے۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Thank you honourable Speaker. Promises, promises and only promises. Ladies and gentlemen, decades of promises, decades of brutality, decades of insanity and decades of promises and still no practical implementation. We stand in the middle of nowhere and immerse in the depths of despair.

I would like to ask certain question from honourable Youth Parliamentarians. Would only a mere condemnation of energy crisis in the country be enough? Would only a series of fansy debates, without doing something for the practical implementation of the suggestions be enough? Will be deliberations, deliberations and only deliberations and not any practical implementation as far as the energy crisis is concerned, is enough? Let me move towards the practical implementation without further bargaining about the present energy crisis in the country.

Ladies and gentlement, we all know that the integrated import policy has already been ignored. We know that Central Asian Republics including Turkmenistan, Tajikstan, and other countries including Iran are rich in natural gas and other resources. We have to increase our relations with these nations on the foreign policy ground, so that we can achieve the standards of imports without receiving any kind of external internationl pressure. For that our foreign policy has to be very much stronger.

As far as I know, the renewable energy resources are of great importance. I totally congratulate the honourable Youth Parliamentarians of the opposition for putting forward the suggestion for the use of renewable energy resources.

(Desk thumping)

Mr. Muhammad Umar Riaz: As far as I know the renewable energy resources are of great importance and I totally congratulate the honourable Youth Parliamentarians of the Opposition for putting forward the suggestions for the use of renewable energy resources.

Ladies and gentlemen! We already know that total energy production in Pakistan is 12000 MW but India and the other countries produce 13000 MW or even 14000 MW only by the dint of the wind energy. Where do we stand ladies and gentlemen? We are nuclear capable nation but still we do not have that nuclear facility to generate electricity on a massive ground.

Ladies and gentlemen! If we use only one source properly, we can eliminate the energy crisis of the country. We can write thousands of words and we can learn the essays of consisting of thousands of words for competitive examination comprising the role of energy crisis in the country but still we do not do anything practical for the solution of the problem on a very practical ground. What needs to be done is just imposing any sort of suggestions and

suggestions and not mere enforcing implementation. We, as the Youth Parliamentarians, can interact with media on very much enormous grounds. We see that the feasibility of the Diamir Bhasha Dam came to a conclusion of success but the project has not been started. We have seen that after a round of deliberations on Kala Bagh project, the project was an ultimate failure because the failure of consensus between the various provinces. Can we not make a consensus within this Youth Parliament on the construction of Kala Bagh Dam and cannot the provinces.....

Mr. Speaker: Kindly conclude.

(Interruption)

Mr. Speaker: Thank you. Yes, Amir Abbas sahib.

جناب عامر عباس : شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! میں آپ کی اور اس ایوان کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا ہوں کہ معزز اراکین جو بار بار foreign policy کی بات کرتے ہیں اور----

Mr. Speaker: What is your point of order?

جناب عامر عباس : یہ جو Motion یہاں پر پیش ہوا ہے، "that the House may discuss the issue of energy crisis in the country." لیکن یہ لوگ بات کو کسی اور طرف لے جاتے ہیں۔ ہمارا جو اصل agenda رہ جاتا اور اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ شکریہ۔

Mr. Speaker: Ms. Yusra Farooq.

Ms. Yusra Farooq : (السلام علیکم). Thank you sir. Sir, I would like to add here that what my colleague has said about Kala Bagh. The energy crisis in our country is increasing very tremendously. We need to consider this as soon as possible. The idea of Kala Bagh should be implemented as soon as possible. I am sorry to say but some political forces of KPK have created it as an ethnic and a political issue and they are not considering the fact that how useful it would be for the rest of the country. Also we need to decrease our reliance upon a particular kind of energy resources like, petrol, oil etc. We need to diversify upon our other resources. Like my brother here said, we need to we need to consider the ideas of our trade with Iran and Turkanistan as soon as possible so that our resources can be utilized. We have immense resources of thar coal and we convert this into oil, we can produce electricity upto 800 years. This idea has already been implemented by the countries like Australia and Germany. Somebody might say here that if we should not be using fossil fuel but I think at this condition that we are in our country we need basic survival resources. Unless of course we do not produce energy, we do not have energy resources, we cannot go on for economic development. Somebody also said about renewable resources like solar and thermal and Hydro resources. They all just sound promising but the fact is that we do not have funds. The investment cost are so high that we cannot possibly go for them in the first place. Plus if we consider our geographical conditions, areas like Balochistan, even if we implement them, there is a great chances line loss and energy losses of course plus the area of theft also remain in the consideration. So, my opinion is that instead of increasing to a large scale it will better to create small scale ideas of

biogas that has already been implemented in our rural areas at some places and also solar panels to a smaller extent so that there is a lesser chances of losses as compared to others.

Mr. Speaker: Yes, Amir Abbas sahib.

جناب عامر عباس : شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! میں بحیثیت Field Engineer ایک Solar Energy Company میں کام کر رہا ہوں۔ میں کوشش کروں گا کہ 90 seconds میں اس کو compile کروں۔ ہمارا جو energy کا اصل مسئلہ ہے۔ ہم میں ایک چیز ہے کہ گوادر پر بھی ہم نے بات کی اور thar coal reservoir پر بھی ہم نے بات کی۔ SMS پر بات forward کرنا، یہ جو اکثر SMSs forward ہو جاتے ہیں اصل میں اس طرح نہیں ہوتا۔ ہماری وہ idealistic approach نہیں ہے، ہم Government کے total against چلے جاتے ہیں۔ جس طرح فارن پالیسی کی کوئی بات آ جاتی ہے یا ہم نے ایک بات جو سنی ہے کہ چین اور ایران نے offer کی ہے، یہ بات بالکل غلط ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ نہ ہی چین نے ایسی کوئی offer کی ہے اور نہ ہی پاکستان نے اس کو reject کیا ہے۔ اس میں main چیز یہ ہے کہ ہمارے جو ملک کے صدر ہیں ان کی کراچی پورٹ پر شپ کھڑی ہے، ایک یہ reason ہے۔ واپڈا ایک corrupt ادارہ ہے لیکن ہم اس کا solution کیا دیتے ہیں، وہ ہے solar energy. لیکن اس میں استعمال ہونے والے solar cell اب تک صرف 15% explore ہوا ہے اور اس میں ابھی اور وقت لگے گا۔ اگر ہم پاکستان میں industries لگائیں۔ لاہور میں، رائیونڈ روڈ پر ایک industry لگائی ہے، اسی طرح دو، چار industries اور لگ رہی ہیں۔ ہمیں یہ کام کرنا ہوگا کہ جرمنی یا ایسے اور دوسرے ممالک ہیں ان کے ساتھ بات کرکے یہ کام کرنا ہوگا۔ اس سلسلے میں حکومت پاکستان کا ایک ادارہ PCRP ہے جو renewable energy پر کام کر رہا ہے۔ Unfortunately, they are working for the last 08 years. لیکن وہ totally fail ہو چکے ہیں۔ انہوں نے جو solar panel کا sizeنکالا ہے اور اس کا rate جو five dollar رکھا ہے وہ رکھا ہے۔ پھر a, b, c grades ہیں solar panels میں، اس کے بھی اپنے اپنے rates ہیں جس طرح mobile یا دیگر items میں اچھی اور خراب qualities ہمارے پاس ہوتی ہے، وہ grades بھی اس میں matter کرتے ہیں۔

جب ہم biogas کی بات کرتے ہیں کہ یہ ایک اچھا بہترین source ہے۔ میں نے خود ان کو FATA region میں install کیے ہیں۔ اس میں solar pumping system ہے، home system ہے۔ پھر اس میں بھی deficiency آ جاتی ہے۔ اس میں بہت ساری چیزیں include ہوتی ہیں۔ وہ ایک الگ debate ہے اور میں اس میں نہیں جانا چاہتا اور میں ایوان کا زیادہ وقت لے لوں۔ Biogas ایک اچھا source ہے اور ایک بڑی technical بات میں اس میں add کرنا چاہوں گا جو ہمارے زمینداروں کے لیے بہت اہم ہو سکتی ہے۔ جو ہمارے پاس ہمارے animals کا waste material ہوتا ہے وہ ہم biogas plant میں استعمال کرتے ہیں۔ اس سے ایک تو آپ کو gas مہیا ہو جائے گی۔ اس سے normally ایک گھر کے چار چولہے ایک دن میں بارہ گھنٹے چل سکتے ہیں۔ اس کا دوسرا استعمال یہ ہے کہ جو اس سے

fertilizer نکلے گا، وہ ایک عام fertilizer سے سو گنا زیادہ efficient ہے۔ اس سلسلے میں PCRET ادارہ بہت اچھا کام کر رہا ہے biogas میں۔

اسی طرح کے اور بھی بہت سے issues ہیں۔ میں چاہوں گا باقاعدہ اس پر یعنی energy crisis پر ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس کو chalk out کر کے ایک مشترکہ لائحہ عمل بنایا جائے کیونکہ اس وقت ہماری total requirement 18000 MW ہے جبکہ ہماری production 12000 MW ہے، اس طرح ہماری deficiency 6000 MW ہے یعنی ہماری total production کی deficiency one third ہے اور وہ ہم پورا کرتے ہیں loadshedding کے ذریعے۔

جناب سپیکر: جی محترمہ۔

Miss Anum Mohzin: Sir, I would like to propose that instead of giving such difficult solutions that are very costly what we should do is, we should divert our nuclear energy resources and nuclear power and utilize them into energy crisis issue.

اس کی initial cost تو ویسے کافی زیادہ ہوگی but with time اگر ہم صحیح طرح سے اس کا analysis کریں تو that wouldl be quite beneficial for us. Since many members here are from technical and Engineering background. We can support this and we divert this crisis from the solution of nuclear power. Thank you sir.

ایک معزز رکن: شکریہ جناب سپیکر۔ پہلے تو یہ کہ ہمیں بات کرنی چاہیے about the line losses. ہمارا ملک پوری دنیا میں electricity line losses میں پہلے یا دوسرے نمبر پر ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم لوگوں نے کنڈا کلچر کے بارے میں کوئی نہیں کی۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہم لوگوں نے یہ نہیں کہا کہ فاٹا میں جو ACs چل رہے ہیں، جنیریٹرز چل رہے ہیں، سب کچھ چل رہا ہے، ان کا بل کون pay کرے گا۔ پھر یہ کیسے ہو جاتا ہے کہ ہمارے وزراء کہتے ہیں کہ جی کل پاکستان کا فائنل میچ ہے اور اس دن پورے پاکستان میں بجلی ہوگی اور load shedding نہیں ہوگی۔ کیا اس وقت shortage نہیں ہوتی؟ آخر یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ اس کے صرف دو ہی حل ہیں۔ ابھی کچھ دن پہلے Alternate Energy Board کی meeting ہوئی تھی اور اس میں انہوں نے decide کیا تھا کہ alternate energy sources کو promote کیا جائے۔ اس کے علاوہ تھر پاور پروجیکٹ پر کام تیز کیا جائے۔ اس کے بجائے کہ ہماری حکومت point scoring کرے کہ اگر ہم چلے جائیں گے اور اگر ہم نے یہ thar project launch نہیں کیا تو کون کرے گا۔ ہمیں اس پر زور دینا ہوگا۔ شکریہ۔

ایک معزز رکن: آج کے اجلاس میں ہماری گرین پارٹی نے جو resolution پیش کی، اس میں جس طریقے سے facts and figures quote کیے گئے وہ بہت important تھے اور سمجھ میں آ جانے چاہیے تھے----

An honourable Member: It is not resolution, it is a motion.

ایک معزز رکن: جو بات motion پر کی جانی چاہیے تھی، اس میں کچھ important facts تھے، جن کو میں آگے بڑھاتا چلوں۔ پاکستان میں اس وقت گیس کے ذخائر 28 trillion cubic feet کے قریب ہیں جو کہ کہا جاتا ہے کہ 2026 تک وہ تمام کے تمام ختم ہو جائیں گے۔ اسی طریقے سے oil demand 2025 تک

موجودہ oil demand سے چار گنا بڑھ جائے گی۔ اسی طریقے سے اگر آپ آگے چلیں تو water crisis میں بھی اضافہ ہے۔ اس وقت پاکستان میں per capita water consumptionایتھوپیا اور سوڈان کے level پر آ گئی ہے کیونکہ population اتنی زیادہ ہو گئی ہے اور underground water level low ہو جاتا رہا ہے۔

اس طریقے سے آپ دیکھیں کہ منگلہ، تربیلہ اور چشمہ کی بات کریں تو وہاں پر mud کی وجہ سے اور silting کی وجہ ایک بہت بڑا crisis آ گیا ہے اور یہ ڈیم صحیح طرح سے water supply نہیں کر سکتے اور ساتھ ہی electricity generate نہیں کر سکتے۔ یہ تمام باتیں اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ energy crisis یہاں پر موجود ہے لیکن اگر یہ ہے تو اس کو solve کرنے کے کیا کیا طریقہ کار ہیں وہ واضح کیے جانے چاہیے تھے لیکن وہ واضح نہیں کیے گئے۔ اب اگر طریقہ کار کی طرف آپ آتے ہیں تو سب سے پہلے ادھر بارہا بات کی گئی کہ 12000 MW کی ہماری demand ہے اور ہماری capacity 19000 MW کی ہے تو سمجھ میں آنا چاہیے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ جو ہمارے plants maximum capacity پر operate کیوں نہیں کرتے اور وہ اس وجہ سے نہیں کرتے کیونکہ circular debt موجود ہے۔ What is circular debt? جب آپ دیکھتے ہیں کہ موجودہ circular debt 200 billion rupees کا ہے اور ہر روز 90 کروڑ روپے کا اس میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس میں ایسا ہوتا ہے۔ اس میں ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں IPPs اور واپڈا DESCOs کو electricity supply کرتے ہیں اور وہ آگے جا کر users کو electricity supply کرتے ہیں۔ اس کو regulate کرنے والا NEPRA موجود ہے لیکن NEPRA اس حساب سے electricity کی prices rise نہیں کر سکتا کیونکہ حکومت کے pressure اور دوسری oil prices کی وجہ سے جو fluctuate ہوتی رہتی ہیں۔ اس کی وجہ سے حکومت کو subsidies دینی پڑتی ہے۔ حکومت پہلے ہی سے cash trapped ہے اور وہ اپنی subsidies نہیں دے پاتی اور وہ loan لینا شروع ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے IPPs اپنی maximum power generation ختم کر دیتے ہیں اور lower power generation پر operate کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پاکستان سٹیٹ آئیل (PSO) نے بہت زیادہ رقم واپڈا سے لینی ہیں اور واپڈا نے بہت زیادہ پیسے private users سے لینے ہیں اور private users نے transport companies سے لینے ہیں۔ جس طرح کراچی کی بات کی گئی، KESC کی بات کی گئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ power تو دے رہے ہیں لیکن وہاں پر جو لوگ ہیں وہ اس کو line losses کی مد میں، جو کنڈا کلچر کی بات ہوئی، یہ ایک electricity theft ہے۔ Political reasons کی وجہ سے وہ لوگ bill pay نہیں کرتے۔ آج کے اجلاس میں ایوان میں یہ بات ہونی چاہیے تھی کہ ہمارا collective wisdom یہ ہونا چاہیے کہ ہم نے کس طریقے سے اپنی individual ذمہ داریاں پوری کرنی ہیں کہ ہم نے ان line losses کو سمجھنا ہے، ان کو ختم کرنا ہے اور یہ جو institutional structure ہے circular debt کا اس کو لے کر آنا ہے۔

آگے اگر میں مزید تھوڑی سی بات کرتا چلوں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے کہ National Energy Policy بنانی چاہیے جو اگلے پچاس سال کے لیے ہونی چاہیے نہ کہ ہم short term goals کی بات کریں کہ آج راجہ پرویز اشرف اٹھیں اور کہیں کہ

میں دسمبر 2010 تک بجلی کی تمام load shedding ختم کر دوں گا۔ ایسی باتیں نہیں ہونی چاہییں۔ Long term goals set کرنے چاہییں کہ آخر fossil fuels کتنے رہ گئے ہیں۔ اس کے ذخائر کہاں تک موجود ہیں۔ ہمارے پاس کیا ایسے resources موجود ہیں جو پاکستان exploration کرتے ہیں۔ ایک تو National Energy Policy کی ضرورت ہے جس کو ہمیں لانا چاہیے، دوسرا یہ کہ ہمیں circular debt کو ختم کرنا چاہیے۔ یہاں پر بات کی جاتی ہے nuclear expertise کو ثابت کرنے کی، nuclear expertise حاصل کرنے کے لیے یہاں پر ادارے بنائے گئے ہیں۔ وہ ادارے کون سے ہیں۔ یہ وہ ادارے ہیں جو nuclear technicians train کرتا ہے، nuclear institutions بناتا ہے، nuclear scientists train کرتا، nuclear engineers train کرتا ہے۔ اسی طریقے سے جو renewable energy sources ہیں، جیسا کہ solar ہے، wind ہے یا جو اور دوسرے ذرائع ہیں، ان کے لیے بھی ہمارے پاس institutions ہونے چاہییں جو technicians and capabilities کو generate کر سکیں۔ اس سلسلے میں حکومت کی ذمہ داری ہونی چاہیے۔

اسی طرح سے بات کی جاتی ہے nuclear energy کی۔ جب آپ nuclear energy کی بات کرتے ہیں تو اس میں اور بہت سے concerns ہوتے ہیں۔ جس طریقے سے civil nuclear معاہدہ ہوا ہے انڈیا کے ساتھ اسی طریقے سے آپ کو بھی چاہیے کہ دوسرے ممالک کے ساتھ کرنے چاہییں جیسے فرانس ہے، جرمنی ہے یا آسٹریلیا ہے۔ اس میں جو دوسرے ممالک کے concerns ہیں کہ ہم nuclear proliferation میں involve رہے ہیں ان کو ختم کیا جانا چاہیے۔

اسی طریقے سے biogas کی بات کی گئی۔ ایک تو Biogas کی energy density بہت کم ہے اور دوسرا یا کہ اس کا transportation system develop نہیں کیا جا سکتا جس طریقے سے گیس یا تیل کا کیا جاتا ہے۔ Biogas کا ایک local system ہوتا ہے۔ اس لیے اس پر feasible رہ کر بات کی جانی چاہیے۔صرف حد سے زیادہ بجلی پیدا کر دینے سے پاکستان کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ شکریہ۔

Miss Anum Zia: Sir, I am an environmentalist by profession and I have been working on it for the past six years. Sir, there are so many misconceptions. Sir, firstly what has been proposed about the nuclear energy as a solution. Sir, we are already producing 2% energy from nuclear.

مسئلہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے case study نہیں کیا۔ جاپان میں سب سے بڑا nuclear reactor تھا جو actually burst کر گیا۔ اب وہاں پر ہر تیسرے بندے کو thyroid cancer ہے۔ میں نہیں سمجھتی ہم میں سے کسی کو اتنی energy چاہیے کہ ہم لوگ thyroid cancer afford کر سکیں۔

دوسری بات یہ کہ یہاں پر PEPCO report کی بات ہوئی۔ PEPCO report میں صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ جتنے بھی losses ہوئے ہیں وہ transmission losses ہوئے ہیں۔ PEPCO نے production کی لیکن transmission losses کی وجہ سے مزید production نہ ہو سکی۔ اسی طرح جب ہم کل بلوچستان پر debate کر رہے تھے اور ہم off and on یہ debate کرتے رہتے ہیں اور جتنے بھی میرے بھائی اور بہنیں ہیں they propose that we should adopt more industrialization وغیرہ وغیرہ۔ I want to propose that ہم لوگ پاکستان کے

مختلف علاقوں میں گئے ہیں جیسا کہ بلوچستان، پشاور for the energy solution. سے تعلق رکھتے ہیں۔ What I have felt کہ ہمیں multipurpose ہونا چاہیے۔ امریکہ جیسا ملک بھی 16 types of energy پر base کرتا ہے۔ ہم صرف کہہ دیتے ہیں کہ جی solar energy سے بجلی پیدا کر لیں، wind energy سے کر لیں، یہ کہنا بہت آسان ہے لیکن اس پر عمل بہت مشکل کام ہے۔ Wind energy وہیں پر لگ سکتی ہے جہاں پر wind ہو۔ Solar energy وہیں پر لگ سکتی ہے جہاں پر موسم اچھا ہو۔ ہمارے پاس ویسے بھی اتنی جگہ نہیں ہے۔ آپ solar panels لگائیں گے کہاں پر۔ Even though there are places ہم اس کے ارد گرد لگا سکتے ہیں۔ There are propositions. آپ کر سکتے ہیں لیکن اس کے لیے proper management درکار ہے۔ اس کے لیے یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ کیا آپ کو اس کا return ملے گا۔ Biogas کا return سب سے کم ہے۔ آپ 16 لگاتے ہیں تو آپ کو ایک ملتا ہے۔ آپ خود سوچ لیں کہ آپ اتنی investment کرنا چاہ رہے ہیں تھوڑے سے return کے لیے۔

(مداخلت)

Miss Anum Zia: Sir, in biogas production the area varies from country to country.

ہمارے ہے 16 to 1. So, that is not a probable solution. آپ کے پاس اتنے funds نہیں ہیں۔ پھر کسی نے propose کیا کہ آپ نے کیا دیکھنا ہے۔ اگر ہمارے پاس already energy نہیں ہوگی تو کیا ہم صرف pollution کو دیکھتے رہیں۔ I am sorry. I am completely disagree. آپ اس وقت carbon credits بیچ رہے ہیں دوسرے ممالک کو۔ We should be proud of our carbon credits کہ ہم اتنی pollution create نہیں کر رہے ہیں کہ امریکہ ہم سے ہمارے carbon credits خرید رہا ہے۔ So, that is something to be proud of. آپ ساری کی ساری energy production کر دیں تاکہ وہ لوگ ہم لوگوں کو بھی ان nations میں شامل کر دیں جو سب سے زیادہ pollution create کرتے ہیں۔ پھر بات یہ ہوئی کہ اگر ہماری energy کی جتنی بھی necessities ہیں-----

An honourable Member: Sir, on a point of order.

Mr. Speaker: What is your point of order?

An honourable Member: Sir, my point of order is that what is more important, economy or the environment?

Mr. Speaker: This is not a point of order.

Miss Anum Zia: I was coming to that. When we see the GDP. We need to talk about it. We are an agriculture nation. We are not industrial nation. ہم GDP میں کبھی peak پر پہنچ ہی نہیں سکتے۔ I should correct that. آپ economy boost کی بات کرتے ہیں، we fee that we are a poor nation but we are not. We are an agriculture nation. We should stick to our roots. آپ خوشاب کے علاقے میں جائیں، I feel وہاں کے لوگ اتنے well off نہیں ہیں۔ میں بلوچستان کے علاقے میں بھی گئی ہوں، وہاں کے لوگ بھی well off نہیں ہیں۔ آپ کبھی ان کو نہیں دیکھیں گے کہ they are complaining about it کہ ہمارے پاس energy نہیں

ہے۔ وہ lantern use کرتے ہیں، وہ firewood use کرتے ہیں but they never complain. جناب والا! جب ہم بات کرتے ہیں ناں energy crisis کی تو وہ majorly پنجاب اور جتنے بھی posh علاقے کے لوگ ہیں ان کو زیادہ problem ہوتی ہے کہ بھئی ہمارے پاس energy نہیں ہے۔ I totally agree that the Government is manipulative, they are not properly providing you with energy. ہم لوگوں نے اتنے solutions propose کیے ہیں as an environmentalist that you can do that but they are not listening to us. ہم لوگوں نے ابھی lakes کے بارے میں کہا تھا کہ you can associate with the solar panels but they did not listen to us. We are trying our best to cooperate but they are not listening to us but جب ہم energy crisis کی بات کرتے ہیں تو آپ اس کو اتنا havoc بنا دیتے ہیں حالانکہ ایسا حقیقت میں نہیں ہے۔ اب میں solutions کی طرف آتی ہوں کہ solutions کیا ہو سکتے ہیں۔

سب سے پہلے تو we need a realistic planning. ہر جگہ کا، ہر علاقے کا ایک اپنا energy resource ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ سب کچھ water پر چل رہا ہو اور پوری nation water پر ہی چلے۔ I don't think that is a probable solution. If Punjab and Sindh based on water تو honestly آپ بلوچستان کے لیے coal use کریں۔ آپ کے پاس choices ہیں۔ بس صرف coal کے usage میں یہ ہوتا ہے کہ آپ اور pollution create کر رہے ہوں گے۔ سب لوگ کہیں گے کہ we are a seventh largest population. That is absolutely correct. But what is the need? When you actually started polluting that area to, it will affect the biodiversity. آپ کی سارے economy ختم ہو جائے گے۔ آپ کی biodiversity ختم ہو جائے گے۔ آپ کے درخت ختم ہو جائیں گ۔ So, what do you want? So, I think so ہماری needs کو ختم ہونا چاہیے۔ آپ حکومت کو definitely blame کریں، they are not working like the way they should but just saying کہ ہماری needs بڑھتی جا رہی ہیں، ہماری industrialization بڑھتی جا رہی ہیں۔ ----

Malik Rehan: Sir, on a point of order.

Mr. Speaker: Yes, Malik sahib, what is your point of order?

ملک ریحان: جناب والا! میڈم نے بات کہ تھر کول سے environment متاثر ہوگی تو میں انہیں بتا دوں کہ تھر کول totally environment friendly ہے۔

Miss Anum Zia: Sir, I was coming to that point. Then there are three types of coal what you extract from land. You talked about subsurface coal سب سے زیادہ problem والی بات یہ ہے کہ جب آپ coal extract کرتے ہیں from the surface that is not costly لیکن جب آپ subsurface کی بات کرتے ہیں تو cost could triple, I am sorry, I am not a technical person, so I don't know that but that is what we have studied and through research papers. آپ cost کو بہت زیادہ extravagant کر رہے ہیں۔

Coming back to Kalabagh Dam. That is the most, I think so, political issue but one of my friend from Karachi has pointed out that we should have Kalabagh Dam. I think so yes. That is the most acceptable solution at the

moment. We should do something about it and that is really good that someone from Sindh is supporting it. Thank you very much.

Mr. Speaker: Tauseef Ahmed Abbasi sahib.

توصیف احمد عباسی: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ میں چونکہ energy sector سے belong کرتا ہوں اور میں یہ چیز بتانا چاہوں گا کہ on record ہے کہ آزاد کشمیر میں hydel power generation کی capacity 20000 MW کی ہے۔ جناب سپیکر! جب ہم produce کر سکتے ہیں تو پھر مسئلہ کیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آزاد کشمیر میں funds available نہیں ہیں وفاقی حکومت کی طرف سے اور آزاد کشمیر کی حکومت خود سے liable نہیں ہے، وہاں پر اس یہ allow نہیں ہے کہ وہ وہاں پر اپنے mega projects لگائے۔ میں چونکہ وزیراعظم آزاد کشمیر کے ساتھ پچھلے دو، تین سال سے involved رہا ہوں اس لیے مجھے پتا۔ ہم لوگوں نے بے شمار proposals بیجھے جو accept ہوئے اور پھر 2010 میں آزاد کشمیر کی حکومت کو یہ assure کیا گیا کہ 1000 MW تک آپ power projects لگا سکتے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے اب تک دو power projects لگائے ہیں جن میں ایک منگلہ پاؤر پراجیکٹ ہے جو 84 MW کا ہے جس کی production شروع ہو گئی ہے۔ دوسرا آزاد پتن میں ہے جو 1000 MW کا ہے ۔ ہماری جو اصل requirement 5000 MW ہے۔ اگر تھوڑا سا بھی ہم لوگ توجہ دیں تو کام مشکل نہیں ہے۔ یہاں پر ڈیم بنانا اتنا آسان کام نہیں ہے لیکن آزاد کشمیر میں کیونکہ وہاں پر دریا بہتے ہیں اس لیے وہاں پر ڈیم بنانا مشکل کام نہیں ہے بس آپ کو تھوڑی سی investment چاہیے۔

جناب سپیکر! میں کہنا یہ چاہ رہا تھا کہ ہم نے اپنی ذاتی کوششوں سے وہاں پر دو، تین power projects لگائے ہیں جن سے امید ہے کہ انشاء اللہ ہم بجلی کے بحران پر قابو پا لیں۔ ایک ہمارا پراجیکٹ تھا جو 1000 MW کا تھا جس کا میں نے ذکر کیا وہ انشاء اللہ 2013 میں کام شروع کر دے گا کیونکہ یہ project World Bank کے تعاون سے ہے اور حکومت پاکستان نے بھی allow کیا ہے۔

ایک اور بات جناب والا! کیونکہ میں energy sector میں ہوں، windmills, solar system, geothermal پر کام کرتا ہوں اور یہاں پر کچھ ساتھیوں نے solar system and wind system کی بات بھی کی تو کراچی میں ہم لوگ wind system پر کام کرتے ہیں اور بہت زبردست ہمارا کام چل رہا ہے اور آپ لوگ اس کو study بھی کر سکتے ہیں۔ ایک عام user کے لیے، جو ایک گھر کا user ہے اس کے لیے 1.2 W کا system آرام سے لگا سکتا ہے اور یہ ہم Rs.157000/- میں sale کرتے ہیں اور اس کی reliability 10 years کی ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ سارہ عبدالودود صاحبہ۔

مس سارہ عبدالودود خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! ابھی میری بہن نے کہا کہ wind energy وہاں produce ہوگی جہاں ہوا ہوتی ہے تو ہم کراچی اور بلوچستان کی جو coastal belt ہے، that is the best place for producing wind energy. So, Karachi being an economic hub وہ اس کو help کرے۔ Definitely سارے economic crisis تو ختم نہیں ہو سکتے لیکن it will be a good

اور رہی بات بلوچستان کی تو ہم کل ہی اس کی add up کی economic revival بات کر رہے تھے تو .that will be good step to initiate

جناب سپیکر: یہ revival نہیں ہوگی۔ یہ تو شروعات ہوں گی۔

مس سارہ عبدالودود خان: اس کے لیے بھی یہ بڑا productive measure ہوگا اس حوالے سے۔ بس یہی کہنا تھا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ شہیرہ جلیل صاحبہ۔

Miss Shaheera Jalil Albasit: السلام علیکم Sir, actually when I gave my name, I did not know we have so many technical people over here. So, what can say is that we have a greater dependence on the exploration of coal mines instead of heavily relying upon the imported liquefied petroleum gas and liquefied natural gas. I would like to disagree with Mr. Ubaid here, who mentioned that depending upon the raw materials of sugarcane or rice will not add to the collective generation of electricity but at the end of the day it will contribute to win. We cannot simply eliminate the idea just for the reason that it is not going to help us on a large scale. It may help on a smaller scale. One very important thing is, currently Dr. Asim Hussain is the Minister for Petroleum, such important offices need to go to the relevant people who understand the technicalities of such things. Thank you.

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب سراج الدین میمن۔

جناب سراج دین میمن: جناب والا! پہلے تو میں ایک چیز clear کرنا چاہوں گا جو ابھی ملک صاحب نے کالاباغ ڈیم کے issue پر بات کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ کالا باغ ڈیم پر کوئی consensus نہیں ہوا۔ میں اپنے دوست کو correct کرنا چاہوں گا کہ کالاباغ ڈیم پر ملک کی تین صوبائی اسمبلیوں، سندھ، بلوچستان اور خیبرپختونخوا نے اس پر قراردادیں منظور کیں اور اس کو "no" کردیا۔ It means national consensus ہو چکا ہے اس پر۔ لہٰذا اس پر مزید discuss کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بھاشا ڈیم ہے، دیامیر ڈیم ہے، اس کے علاوہ بلوچستان میں بہت سے چھوٹے چھوٹے ڈیم جو بنائے جاسکتے ہیں، ان پر بات ہو سکتی ہے۔

جہاں تک بات ہے circular debts کی۔ یہ ایک بہت بڑا issue ہے۔ اگر اس پر ہی cover ہو جائے تو میرے خیال میں پاکستان کا energy crisis within five years ختم ہو سکتا ہے۔ اب جناب والا! مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ circular debts ختم کیسے ہوں گے۔ ہمیں یہ رائے تو دے دیتے ہیں کہ ختم کر دو، ختم کر دو، پر ختم کیسے ہوں گے کہ ہمارے سرکاری ادارے bill pay نہیں کرتے۔ کراچی میں KESC نے کتنے حکومت کے اداروں کے بجلی کے connection کاٹ دئیے حتیٰ یہ کہ گورنر ہاؤس کی بھی بجلی کاٹ دی کیونکہ وہ بجلی کا bill pay نہیں کر رہے تھے۔ اب KESC تو private ادارہ ہے، اب وہ کہاں سے بجلی پیدا کریں گے۔ Potential کی بات یہ ہے کراچی میں تین پاور پلانٹس ہیں جو کراچی کو اور بھی زیادہ بجلی provide کر سکتے ہیں اور کراچی میں load shedding نہیں ہو سکتی۔ KESC کے Director کا یہ کہنا ہے کہ جب لوگ بجلی کا Bill نہیں pay کرتے تو ہم اپنا بن قاسم کا دوسرا plant کیوں in function کریں۔ ہم تو loss میں جا

رہے ہیں۔ Circular debt کے بارے میں ہمیں دیکھنا چاہیے، ہماری پارلیمنٹ اس کو discuss کرے اور اس کی تمام a to z reasons پر غور کریں اور پھر آگے way forward proposal اس پر آنا چاہیے۔

ملک صاحب نے ایک اور بات کی تھی کہ ہمارے ہاں uranium کی shortage نہیں ہے۔ جناب والا! ہمارے پاس uranium کی shortage ہے تب ہی تو ہم آسٹریلیا اور فرانس سے بار بار uranium مانگ رہے ہیں۔ وزیراعظم نے ابھی حال ہی میں آسٹریلیا کا دورہ کیا تھا اور کینبرا میں انہوں نے جولیا ریگارڈ سے یہ کہا تھاکہ آپ انڈیا کو تو uranium دے رہے ہیں، ہمیں بھی uranium کی ضرورت ہے اور آپ ہمیں uranium provide کریں۔ ہماری جو یہ پارلیمنٹ ہے، اس میں تو ماشاء اللہ بہت سے لوگ technical and engineers بیٹھے ہوئے ہیں اور میں تو Management Sciences کا student ہوں۔

Mr. Speaker: It is a matter of management.

Mr. Siraj Din Memon: Sir, it is lack of mismanagement.

جناب والا! ہمارے ہاں will کی بہت کمی ہے۔ اگر آج ہمارے Parliamentarians and Ministers کےپاس will آجائے تو یہ بجلی کا مسئلہ دو سالوں میں ختم ہو سکتا ہے۔ عدنان خواجہ جیسے میٹرک پاس لوگ جو دبئی میں restaurant چلاتے ہیں وہ OGRA کے چیئرمین بن جاتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب حفیظ اللہ وزیر صاحب۔

جناب حفیظ اللہ وزیر: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! پشتو میں ایک کہاوت ہے جو میں یہاں پر share کرنا چاہوں گا (پشتو)۔ میں مانتا ہوں کہ پاکستان میں energy crisis ہے، پاکستان میں بجلی کی کمی ہے۔ بجلی پیدا بھی ہو رہی ہے اور استعمال بھی ہو رہی ہے لیکن اگر ہم یہ سوچیں کہ ہم بجلی کو بچانے کے بارے میں ہم نے خود کتنا سوچا ہے؟ میں لاہور میں عمر ہاسٹل میں رہتا تھا۔ وہاں پر ہم یہ کرتے تھے جنوری اور فروری کے مہینے میں کہ بجلی کا ہیٹر لگاتے تھے کیونکہ بجلی کا بل مینیجر صاحب ادا کرتا تھے اس وجہ سے ہم خفیہ طور پر بجلی چوری کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد میں گرمیوں میں جناح ہاسٹل میں رہتا تھا، وہاں پر AC لگے ہوئے تھے اور AC کا Bill ہم pay کرتے تھے لیکن ہوتا یہ تھا کہ رات کے وقت وہاں کا مینیجر کنڈا لگاتا تھا اور بجلی چوری ہوتی تھی۔ اس کے بعد میں ایک اور ہاسٹل میں گیا، وہاں پر ہر کمرے کے لیے میٹر لگے ہوئے ہوتے تھے۔ میں صبح جب کمرے سے نکلتا تھا تو میرے ساتھ یہ سوچ نہیں ہوتی تھی کہ میری کوئی کتاب رہ تو نہیں گئی بلکہ میں یہ سوچتا تھا کہ کوئی light کھلی تو نہیں رہ گئی۔ اس کے بعد میں اپنے علاقے میں جب آ رہا تھا، میرا ایک stay ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ہوا، جنوری فروری کا مہینہ تھا، میں جس کمرے میں گیا تو مجھے یوں لگا جیسے میں جنت میں آ گیا کیونکہ باہر بہت سردی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے مجھے تو ہیٹر بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ جو آپ ایک cover دیکھ رہے ہیں، اس کے نیچے ہیٹر پڑا ہوا ہے۔ اس وقت چونکہ یہاں کا مینیجر چکر لگاتا ہے تو اس وجہ سے ہم نے اس کو cover کیا ہے تاکہ کوئی نہ دیکھ سکے۔

اس کے بعد جب گھر چلا گیا تو گھر میں ایک service wire پر دو ہیٹر جل رہے تھے۔ فاٹا میں کوئی میٹر وغیرہ نہیں ہوتے، کوئی Bill بھی نہیں ہوتا کیونکہ اگر میٹر لگا دیا جائے تو لڑکے اس پر خوب پتھراؤ کریں گے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم پہلے یہ سوچ لیں کہ جتنی بجلی provide ہو رہی ہے، پاکستان ایک underdeveloped country ہے، اگر اسی کو ہم صحیح طرح سے استعمال کریں اور اپنی loyalty show کریں۔ جب تک ہم اپنی loyalty show نہیں کریں گے تب تک یہ crisis ختم نہیں ہو سکتے۔ شکریہ۔

مس سمن احسن: جناب والا! پہلے تو میں اپنی وہ بات clear کر دوں جو میں point of order پر کہنا چاہ رہی تھی، ایک خاتون نے یہ کہا تھا کہ solar panels ہم نہیں لگا سکتے وغیرہ وغیرہ۔ اگر ان کا کبھی کراچی کوسٹ پر جانا ہوا ہو تو وہاں پر وہ دیکھیں گی اس پوری belt پر solar panels لگ چکے ہیں اور ماشاءاللہ سے functional بھی ہیں۔ میں اپنا ایک اور experience بتاتی ہوں کہ پچھلے دنوں میرا ایک visit ہوا تھا بلوچستان کے کچھ علاقوں میں اور ہمارا کام coastal belt پر ہوتا تو میں نے دیکھا کہ وہاں پر بھی solar panelsموجود ہیں اور بہت بڑے size میں ان کو لگایا گیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں اپنی ایک suggestion پیش کرنا چاہوں گی اور وہ یہ ہے کہ کیونکہ میرا تعلق یعنی میری main domain Plant Sciences ہے تو اس بارے میں میری study ہے کہ plants سے ہم bio fuel آرام سے generate کر سکتے ہیں اور پوری دنیا میں یہ ہو بھی رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات سامنے آتی ہے کہ ہمارے پاس barren area بہت ہے۔ پاکستان میں بہت سی ایسی زمین ہے جو barren ہو گئی ہے تو اس کو بھی ہم کام میں لا سکتے ہیں ایسے plants grow کرکے جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ barren areas میں بھی بہت اچھی طرح سے اپنے آپ کو produce کر سکتے ہیں اور اپنا life cycle complete کر سکتے ہیں اور بہت زیادہ biomass بھی produce کرتے ہیں۔ اس سے ہمارا pollution والا مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے اور یہ چیز practice میں بھی آ چکی ہے۔ جس lab میں کام کرتی ہوں، میرے ایک ساتھی ہیں ان کا ایک project اس چیز پر ہے بھی اور وہ اس پر کام بھی کر رہے ہیں۔ پوری دنیا میں اس پر کام ہو رہا ہے۔ ایسے plants جو سیم اور تھور والی زمین پر بھی بہت آسانی سے اگ سکتے ہیں، ان کو پانی کی بھی کم ضرورت ہوتی ہے، وہ قدرتی طور پر بارش سے ہی grow کرتے ہیں۔ ان کے اندر ایسی strategies ہوتی ہیں کہ اپنے اندر پانی کو store کر سکتے ہیں۔ اس طرح سے ہم سیم اور تھور والی زمین جو ہمارے پاس بہت ہے اس کو کام میں بھی لا سکتے ہیں۔ اس طرح ہم وہاں پر plants grow کر کے bio fuel بنا سکتے ہیں اور اس کو مختلف جگہوں پر استعمال کر سکتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب شنواری صاحب۔

جناب سلمان خان شنواری: شکریہ جناب سپیکر۔ پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے دو ارکان ہیں جنہوں نے یہاں پر کالاباغ ڈیم کے بارے میں بہت اچھی باتیں کیں، ان میں سے ایک تو میمن صاحب ہیں۔ اس سے پہلے کہ

یوتہ پارلیمنٹ میں کوئی کھڑا ہو جائے اور کالاباغ ڈیم کو پھر سے consensus میں ڈالنے کی کوشش کرے تو میں ایک بات clear کر دوں کہ کالاباغ ڈیم پر اس لیے وہ متفق نہیں تھے کیونکہ اگر کالاباغ ڈیم بناتے تو نوشیرہ میں جو سیلاب آیا تھا اس سے دگنا درجے کے سیلاب آنے تھے اور پورا نوشیرہ ڈوب جاتا اور اسی وجہ سے انہوں نے کالاباغ ڈیم بننے کی مخالفت کی۔

دوسرا point جو میں کہنا چاہوں گا، جو انہوں نے بھی کہا کہ mismanagement کی گئی ہے۔ واپڈا میں کرپشن کی وجہ سے اس کے funds صحیح نہیں آ رہے ہیں۔ جہاں پر بجلی چوری ہوتی ہے وہ واپڈا کی ہی مدد سے چوری ہوتی ہے، واپڈا کے linemen کو پیسے دئیے جاتے ہیں اور وہ یونٹس اس طرح کے بندے میں بل میں ڈال دیتے ہیں جو بل ادا کرتا ہے اور وہ بندہ پھر جب بل ادا نہیں کرتا تو پھر واپڈا eventually bankruptcy کی طرف جاتا ہے۔

تیسری بات IPPs کے ساتھ غلط contracts کیے گئے ہیں جو کہ ان کی favour 100% میں گئے ہیں اور حکومت پاکستان کی treasury اس سے بہت زیادہ affect ہو رہی ہے۔ ایک اور بات میں کہنا چاہوں گا اور وہ یہ ہے کہ جو چیزیں پاکستان میں موجود ہیں جس میں ہمیں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے، باہر کے کسی قسم کے resources کی ضرورت نہیں ہے۔ ان میں سے ایک تو آپ کا geothermal power ہے شمالی علاقے میں، جس سے اگر وہاں پر power plants بنائے جائیں تو بہت ہی سستے طریقے سے بن سکتے ہیں۔ دوسری چیز ہے جو یہاں پر کسی نے کہا تھا کہ تھر کول یہاں پر ہے۔ اس میں یہاں پر ایک addition کرنا چاہوں گا کہ گھر کول اور کسی چیز کے لیے استعمال بھی نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کی جو combustibility ہے وہ بہت زیادہ ہے کہ اس کی transportation کرنا بہت مشکل ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم اس کو استعمال میں نہ لائیں تو اس کو صرف بجلی کے لیے ہی استعمال کیا جائے تو بہت فائدہ ہوگا۔

ایک اور بات جو میں کہنا چاہوں گا، وہ میری ایک بہن نے یہاں پر کہا تھا اور وہ بہت اچھا point تھا کہ ہر علاقے میں اپنے different sources ہونے چاہییں۔ یہاں پر پانچ دن پہلے ایک German delegation آیا تھا، جو solar engineers تھے، Islamabad Chamber of Commerce میں آئے تھے۔ انہوں نے ایک research تھی اس کے مطابق پاکستان کا جو mean sunshine available ہے وہ 16 hours ہے۔ انہوں نے یہ بات بھی کی تھی کہ Pakistan is the sixth luckiest country جس کو یہ ملتا ہے اور یہ چیز avail نہیں کی جا رہی ہے۔

ایک اور بات جو wind power کی ہے۔ کراچی میں 50 miles per hour کی winds آتی ہیں۔ اگر آپ یہ بات کسی technical بندے سے کہیں تو یہ ایک بہت بڑی figure ہے اور اس سے ایک industrial sector کو target کرنا چاہیں تو ان sources سے کر سکتے ہیں۔ بات اسی چیز پر آ جاتی ہے کہ یہاں پر انتہائی mismanagement ہے اور ہمیں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے، سارے sources پاکستان میں موجود ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب فہد مظہر علی صاحب۔

جناب فہد مظہر علی: شکریہ۔ میں آج اس ایوان میں اپنے تمام Youth Parliamentarians کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آج انہوں نے اس Motion پر جو debate or discussion کی وہ پاکستان کو ایک welfare state دیکھنا چاہتے ہیں، جیسا کہ یہ ہمارا بنیادی حق ہے۔ اسی لحاظ سے energy crisis کو most priority basis پر solve کیا جائے۔ جب میں پاکستان کو history میں دیکھتا ہوں since its inception, i.e. 1947 اور onward جو ہماری پہلی جنگ ہوئی انڈیا کے ساتھ کہ جو خواب دیکھا گیا تھا تو اس حساب سے قائد اعظم نے کہا کہ پاکستان ایک welfare state ہوگی۔ پاکستان میں لوگوں کو تمام بنیادی سہولیات میسر ہوں گی لیکن شروع دن سے ہی جو بھی وہاں پر factions تھے ہماری اس establishment میں یا power corridor میں انہوں -----

جناب سپیکر: آپ motion کی طرف آئیں۔

جناب فہد مظہر علی: میں اس پر آ رہا ہوں۔ مگر یہ کوشش کی گئی کہ یہ welfare state نہیں بلکہ national security state بنائی جائے۔ ہم nuclear state پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن ہم نے ساری attention divert کر دی اس چیز کو لے کر جانے کے لیے کہ ہم نے nuclear weapons بنا دیے، اپنے سارے resources اس پر لگا دیے، کیونکہ political will تھی۔ Political will تو شاید نہیں تھی بلکہ شاید یہ ایک institutional will تھی کہ ہمیں ایک nuclear state بننا ہے کیونکہ یہاں پر national security state کا ایک paradigm چل رہا تھا۔ ضرورت اس امر کی ہے اور اس کو priority basis پر اس میں political will show کی جائے اور جتنا جلدی ہو سکے اس پر پالیسی بنائی جائیں کہ نہ صرف crisis بلکہ اس کے علاوہ جتنے بھی crises ہیں جو کہ hurdles بنے ہوئے پاکستان کو ایک welfare state بننے میں، ان تمام کو priority basis پر solve کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب اسامہ محمود صاحب۔

جناب اسامہ محمود: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! جس طرح میرے تمام colleagues نے بڑی اچھی باتیں کہی ہیں اور بڑے اچھے points بتائے ہیں، میری تھوڑی سی توجہ international scenario میں اس لیے دینا چاہتا ہوں کیونکہ ہم ہر میدان میں سازش کا شکار ہیں۔ دنیا کا بہترین نہری نظام ہمارے پاس ہے۔ Indus Water Treaty کے باوجود انڈیا ہمارے ہر دریا پر ڈیم بناتا رہا ہے اور ہمارے نااہل bureaucrats, technocrats and unfortunately سیاستدان بھی۔ وہ international courts میں تب جاتے ہیں جب 80% سے زیادہ کام ہو جاتا ہے اور international law کے مطابق ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

میرا بات کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہماری multipurpose سوچ ہونی چاہیے، innovations آنی چاہییں اور innovation in a sense of consuming. جو electronic products ہم پاکستان میں استعمال کرتے ہیں وہ زیادہ watts consume کرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں دنیا میں جو products ہیں وہ کم watts consume کرتی ہیں۔ ہمیں اس پر بھی کام کرنا چاہیے۔ اس طرح ہماری production بڑھ جائے گی، مطلب یہ کہ survival ہو جائے گی۔

نمبر دو یہ ہے کہ جس طرح انم اور توصیف نے بتایا، ماشاء اللہ یہ بڑے talented لوگ ہیں اور اس موضوع پر ان کی grip بھی ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس 2012 کے سیشن کا جو moto ہے، کیوں نہ ہم اس سال یہ عزم کریں کہ ہم energy crisis کا proper structure بنائیں اور ایک پالیسی بنائیں اور state کو Youth Parliament اور PILDAT کے توسط سے ایک planning دے کر جائیں تاکہ ہمارا کچھ نہ کچھ productive contribution ہو۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ ربیعہ شمیم صاحبہ۔

مس ربیعہ شمیم: السلام علیکم۔ جناب والا! میں سب سے پہلے land crisis کی بات کرنا چاہوں گی، and I am extremely sorry to say کہ ہماری حکومت کچھ بھی نہیں کر رہی ہے ان مسائل کو حل کرنے کے لیے ۔ ایک research سے پتا چلا ہے کہ petrol قیمتیں پوری دنیا میں صرف 15% بڑھی ہیں but only in Pakistan 25% increase ہوئے ہے، جو ہماری economy کو directly affect کر رہا ہے اور اس کی وجہ سے unemployment میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ جہاں تک KESC کا معاملہ ہے تو ان کی تو تین، تین، چار، چار، مہینے ان کی strikes جاری رہتی ہیں اور جو بجلی کا بل آتا ہے وہ لوگ بھرتے نہیں ہیں اور جب ان کی بجلی کاٹنے آ جاتے ہیں، میں نے خود دیکھا ہے کہ صرف اور صرف دو سو روپے دے کر لوگ اپنی بجلی بحال کروا لیتے ہیں اور پھر دو مہینے تک کی چھٹی۔ پھر وہ آتے ہیں تو پھر دو سو روپے دے کر بحال کروا لیتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ ان کی بل ہی ختم ہو جاتا ہے۔ جب ان کی strikes ہوتی ہے تو پھر نہ تو وہ کوئی bill accept کرتے ہیں، نہ وہ خود کہیں جاتے ہیں، ان کا پورا دفتر بند ہوتا ہے۔ اگر اسی طرح ہماری corruption جاری رہے گی تو ہم اپنے ملک میں کیا کر سکیں گے۔

ہمارے پاس صوبہ بلوچستان ہے جو معدنی ذخائر سے مالا مال ہے۔ اگر ہم انہیں utilize کریں تو ہم کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ ہمیں کسی ملک کی مدد کی ضرورت نہیں۔ اتنی زیادہ یہاں پر mismanagement ہے کہ راجہ پرویز اشرف صاحب وعدے کرتے ہیں کہ دسمبر 2010 میں بجلی کی load shedding ختم ہو جائے گی لیکن ایسا نہیں ہوا اور وہ اپنی کرسی پر بیٹھے رہے۔ Sorry to say, sir, کہ ہماری حکومت کچھ نہیں کر رہی ہے۔ سب سے پہلے ہمیں land crisis ختم کرنے ہوں گے پھر اس کے بعد ہم کچھ کر سکیں گے اور ڈیم بنا سکیں گے یا پھر بلوچستان کے resources کو utilize کر سکیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب نجیب عابد بلوچ صاحب۔

جناب نجیب عابد بلوچ: شکریہ سپیکر صاحب۔ پہلے تو میں کالاباغ ڈیم کی بات کروں گا۔ اگر ہم لوگ اسلام آباد میں بیٹھ کر یہ بات کریں کہ کالاباغ ڈیم بننا چاہیے یا نہیں بننا چاہیے، یہ درست نہیں ہے۔ یہ تو بہت آسان ہے ہم لوگوں کے لیے کہ ہم یہاں پر debate کریں لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہمیں اس کی sentiment سندھ یا خیبرپختونخوا میں جاکر معلوم کرنی ہوگی۔ اگر آپ اس گرم اور سرد ایوانوں میں بیٹھ کر کالاباغ ڈیم کے issue پر بات کریں گے تو یقیناً آپ قصوروار ہوں گے سندھ میں بھی اور KPK میں بھی وہی armed resistance ہوگی جو اس

وقت بلوچستان میں جاری ہے۔ کالاباغ ڈیم آپ کو نقصان ہی دے گا، کبھی فائدہ نہیں دے گا۔ آپ energy crisis حل کر سکیں گے لیکن آپ جو کرنے جا رہے ہیں، سندھ کو پورا ریگستان بنانے جا رہے ہیں اور KPK کے کتنے لوگوں کو ڈبوئیں گے۔ کیا اس سے آپ کو فائدہ ہوگا۔ اگر اس سے پنجاب کا فائدہ ہوگا تو کیا باقی لوگوں کو بھی فائدہ ہوگا؟ نہیں اس سے آپ کو نقصان زیادہ ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے پاس energy crisis میں جو solutions ہوں گی وہ کچھ تو short term میں ہوں گے اور کچھ long term میں ہوں گے۔ اگر میں short term کی بات کروں تو اس سلسلے میں پچھلے سال ایک delegation سینیٹر حاجی لشکری رئیسانی کی قیادت میں تہران گیا۔ وہاں پر کافی debate ہوئی ایک agreement پر کہ آپ ہمیں سستی بجلی دیں۔ کیونکہ ایران وہ ملک ہے جو presently 20000 MW surplus electricity produce کر رہا ہے۔ وہ وہاں پر تھرمل کے ذریعے، پانی کے ذریعے produce کر رہا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان ان سے بجلی لے کیونکہ پاکستان ان کا neighbour ہے، وہ قریب ہے، اس پر ان کا خرچہ کم ہے۔ لیکن اس پر کیا ہوا کہ 1000 MW گوادر کے لیے اور 70 MW مکران کے لیے ایک agreement ہوا 7.5 cent per unit پر۔ یہاں پر آ کر پتا چلتا ہے کہ تقریباً دو یا ڈھائی کروڑ روپے کا ایک گرڈ لگانا پڑے گا گوادر میں تو اس کے لیے انہوں نے ابھی تک fund release ہی نہیں کیے۔ وہاں پر، گوادر، تربت اور پنجگور وغیرہ میں بھی چار، چار، پانچ، پانچ گھنٹے کی load shedding ہو رہی ہے۔ اور جو گوادر کے لیے لگانا ہے اس کو بھی واپڈا اور PEPCO نے پس پشت ڈالا ہوا ہے۔

دوسری بات یہ کہ آپ اس معاملے میں ایران کو زیادہ اعتماد میں لے سکتے ہیں۔ ایران آپ کا پڑوسی ہے وہاں سے آپ 5000 MW یا 6000 MW بجلی اور بھی لے سکتے ہیں۔ اور وہ بجلی اتنی سستی ہوگی یعنی 7.5 cent per unit کے حساب سے ہوگی۔ جبکہ جو بجلی آپ produce کرنے جا رہے ہیں rentals کے ذریعے وہ اس کے مقابلے میں بہت مہنگی ہوگی۔

ایک اور بات جو long term کی ہے۔ بلوچستان میں ایک جگہ ہے جس کو چمالنگ کہتے ہیں جو سندھ، بلوچستان اور پنجاب کی بارڈر پر ہے۔ وہاں پر coal کے اتنے ذخائر ہیں کہ اگر ہم وہاں coal سے بجلی پیدا کرنے والے plants لگائیں تو فائدہ پنجاب کو بھی ہوگا اور ساتھ ساتھ بلوچستان کو اس کی royalty بھی ملے گی اور سے بلوچستان کی economy بھی بہتر ہوگی اور یہ ایک اچھا اقدام ہوگا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب عتیق الرحمٰن صاحب۔

جناب عتیق الرحمٰن: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! پاکستان میں واقعی اس وقت energy crisis بہت بڑا issue ہے لیکن ہمیں سب سے پہلے یہ سوچنا ہے کہ ہم موجودہ حالات میں اس کا کیا حل کر سکتے ہیں۔ پچھلے حکومت نے بغیر سوچے سمجھے اور بغیر کسی پالیسی کے بے شمار CNG stations کی منظوری دے دی اور شہروں کے ساتھ ساتھ جتنے بھی دیہات تھے ان کو گیس کی سہولت دی۔ اس کا یہ نقصان ہوا کہ ہماری industry بند ہوگئی اور بے روزگاری

میں اضافہ ہوا۔ اس وقت ہمیں یہ کرنا چاہیے کہ جتنے بھی CNG stations ہیں ان کو گیس کی سپلائی بند کر دی جائے کیونکہ اس کا فائدہ عام عوام کو تو نہیں ہو رہا ہے۔ جو بندہ چالیس یا پچاس لاکھ کی گاڑی خرید سکتا ہے تو کیا وہ پیٹرول نہیں ڈلوا سکتا۔ انہوں نے گیس کو اس طرح فروغ دیا کہ اس سے ماحولیاتی آلودگی کم ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ اس وقت سب سے پہلے ہمیں یہ کرنا ہوگا ہمیں CNG stations کو بند کرکے industry کو گیس دینی ہوگی تاکہ ہماری industry چلے اور روزگار کے مواقع ملیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب حسن اشرف صاحب۔

جناب حسن اشرف: جناب سپیکر! ہم پاکستانیوں میں یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ جب کوئی مصیبت سر پر آجاتی ہے تو ہم پریشان ہو جاتے ہیں کہ اب کیا کریں۔ سیلاب آگیا، لوگوں نے شور مچادیا، یہ کرنا چاہیے، وہ کرنا چاہیے، flood relief committees بن گئیں۔ Earthquake آگیا، بہت سے ادارے قائم ہو گئے لیکن preemptive strategy کسی کے پاس نہیں تھی۔ اسی طرح energy crisis start ہوا۔ اس پر بھی کافی شور مچا ہوا ہے پورے ملک میں پچھلے تین، چار سالوں سے۔ Hydel Energy Project میں AJK میں بہت کام چل رہا ہے اور انشاء اللہ اگلے پانچ سالوں میں اگر وفاقی حکومت اسی طرح invest کرتی رہی تو پاکستان میں بجلی کی قلت ختم ہو جائے گی۔ اسی کے ساتھ میں ایک بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ کل لوگوں نے بلوچستان پر بڑی بات کی تھی، وہاں کے natural resources پر بات کی تھی کہ وہ سب سے پہلے بلوچستان میں خرچ ہونے چاہییں، پھر بعد میں باقی ملک میں خرچ ہونے چاہییں۔ اسی طرح منگلہ ڈیم ہے جہاں سے بجلی کا ایک بڑا حصہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے آس پاس کے جو علاقے ہیں وہاں سردیوں میں چھ گھنٹے load shedding ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں آپ چھ گھنٹے نہیں بلکہ بارہ گھنٹے load shedding کریں لیکن آپ بجلی وہاں دیں جہاں ملک کو ضرورت ہے۔ آپ کراچی کی textile mills کو بجلی دیں، آپ لاہور میں جا کر بجلی دیں۔ آپ ہمیں بیشک بجلی نہ دیں لیکن آپ ایوانوں کی decorative lights کو بجلی نہ دیں۔ As a youth parliamentarian ہم ایک بہت چھوٹا سا initiative start کر سکتے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ آگے گرمیاں آ رہی ہیں۔ سرکاری لوگوں کو، سیاستدانوں کو بہت گرمی لگتی ہے۔ عوام بہت سر کھاتی ہے۔ ہمارے ہاں 24 AC گھنٹے چلتے ہیں۔ میں خود ایک Minister House میں رہا ہوں۔ وزیر کا چلتا ہے، بیٹے کا چلتا ہے، پوری فیملی کا چلتا، گیسٹ ہاؤس کا چلتا ہے، عوام کا چلتا ہے، 24 گھنٹے چل رہا ہے without any restriction. اگر ہم as a youth parliamentarian ایک چھوٹا سا initiative start کریں کہ جو سرکاری عمارتوں کے ACs ہیں ، منسٹر ہاؤسز کے، PWD guest houses, کشمیر ہاؤس کے، بلوچستان ہاؤس کے، پنجاب ہاؤس کے، اگر ہم چھوٹا سا initiative start کریں، AC is a luxury in a poor country like Pakistan. اگر ہم صرف ACs ہی بند کرا دیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ بہت بڑی achievement ہو گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ احمد نمیر فاروق صاحب۔

جناب احمد نمیر فاروق: شکریہ جناب سپیکر۔ میں کافی دیر سے بے چین ہو رہا تھا بولنے کے لیے کیونکہ اس field میں یعنی energy crisis پر میری کافی research ہے۔ جب میں Youth Parliament آ رہا تھا تو میں کچھ مقاصد لے کر آیا تھا اور ان میں سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ میں Youth Parliament میں جتنے بھی لوگ سندھ، بلوچستان اور خیبرپختونخوا سے آئیں گے ان کو convince کروں گا کالاباغ ڈیم پاکستان کے مفاد ہے اور یہ ان لوگوں کے مفاد میں بھی ہے جو وہاں رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں میں چند موٹے موٹے نکات ابھی پیش کروں گا اور باقی انشاء اللہ بعد میں کمیٹی کے اجلاس میں بتاؤں گا۔

(مداخلت)

ایک معزز رکن: اصل میں ابھی میں نے بتایا ہے کہ کالاباغ ڈیم سے جتنا نقصان ہوگا اس کا ہم اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اس سے کئی زندگیاں ضائع ہوں گی۔

Mr. Speaker: OK. Let him have his point of view.

جناب احمد نمیر فاروق: میں اسی بارے میں کہنا چاہ رہا ہوں کہ زندگیاں بچانے کے لیے کالاباغ ڈیم ضروری ہے اور میں point of view change کرنے کی کوشش کروں گا اگر ہوگیا تو اچھی بات ہے۔

دیکھیں جب پچھلے سال سیلاب آیا تھا تو ہمارے پاس تین مقام تھے اس کو روکنے کے لیے۔ پہلا مقام وارسک پر تھا، دوسرا مقام تربیلا پر تھا اور تیسرا مقام ہمارے پاس کالاباغ پر تھا۔ تھوڑی سی mismanagement کی وجہ سے وارسک اور تربیلا کا سیلابی ریلا اکٹھا ہو گیا تھا اور اس وجہ سے پورے سندھ میں سیلاب آیا تھا اور اتنے لوگوں کی جانیں ضائع ہوئی تھیں اور اسی طرح نوشیرہ میں بھی ضائع ہوئی تھیں۔ اگر یہ سیلاب کا ریلا کالاباغ کے مقام پر روک لیا جاتا تو ایسا نہ ہوتا۔ اب کالاباغ ڈیم کے بارے میں جو KPK میں کہا جاتا ہے کہ اگر کالاباغ ڈیم بنے گا تو نوشیرہ ڈوب جائے گا۔ بہت ہی factual inaccuracy ہے اس بارے میں۔ دیکھیئے غازی بروتھا ڈیم واپڈا کی property ہے اور واپڈا نے ہی بنایا ہے۔ غازی بروتھا ڈیم کا جو level ہے وہ نوشیرہ سے نیچے ہے۔ اگر نوشیرہ ڈوبے گا تو اس سے پہلے غازی بروتھا ڈیم ڈوب جائے گا۔ کبھی بھی planning اس طرح سے نہیں ہوتی کہ آپ ایک ڈیم بنائیں تو اس کی وجہ سے دوسرا ڈیم ڈوب جائے۔ یہ بالکل factual inaccuracy ہے، یہ ایک propaganda ہے کہ نوشیرہ ڈوب جائے گا۔

دوسری آپ بات کرتے ہیں کہ سندھ کا پانی کٹ جائے گا، سندھ کو پانی کی سپلائی کم ہو جائے گی۔ اب اس میں دو options ہیں ہمارے پاس۔ ایک option ہمارے پاس ڈیم کو fill کرنے کے لیے ہوتی ہے کہ جب آپ ڈیم بنا لیں تو آپ اسی کو fill کرنا شروع کر دیں جس طرح امریکہ میں ایک ڈیم بنا تھا، جب اس کو بھرنا شروع کیا تو دو سال تک نیچے کی states میں پانی نہیں گیا۔ اب آپ کے پاس دو options ہوں گی، اگر آپ اسی وقت بھرنا شروع کر دیں گے تو اس وقت سندھ میں پانی نہیں جائے گا اور مسائل پیدا ہوں گے لیکن اگر آپ کالاباغ ڈیم کو سیلاب

کے دنوں میں بھریں گے تو اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ سیلاب کا پانی بھی store ہو جائے گا اور نیچے والوں کی سپلائی بھی نہیں کٹے گی۔

تیسری بات، ان ساری چیزوں کو آپ ختم کر دیں۔ آپ کالاباغ ڈیم بنائیں۔ آپ اس میں storage نہ رکھیں، وہ صرف power generation کے بنائیں۔ یہ بھی ایک option ہوتی ہے۔ غازی بروتھا ڈیم بھی صرف power generation کے لیے بنایا گیا ہے اور اس کا total رقبہ شاید تین سو، چار سو ایکڑ سے بھی کم ہے اور اس میں متاثرین کی تعداد بھی شاید پانچ سو یا چھ سو لوگ تھے۔ اگر آپ کالاباغ ڈیم کی storage ختم کر دیں اور اس کو صرف power generation کے لیے بنائیں تو سارے مسائل یعنی نوشیرہ کا سیلاب والا مسئلہ اور سندھ کا پانی کا مسئلہ ختم ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہم یہ بھی propose کر سکتے ہیں Youth Parliament کے توسط سے کہ ہم کالاباغ ڈیم کو صرف power generation کے لیے بنائیں۔

پاکستان کا energy crisis کا مسئلہ صرف اور صرف hydro power سے ہی solve ہو سکتا ہے کیونکہ میں نے واپڈا میں پچھلے سال internship کی تھی اور میں نے وہاں پر design office میں دیکھا کہ 44000 MW generation کی feasibility تیار پڑی ہوئی ہے۔ اب صرف اس کو implement کرنا ہے اور اس کی implementation میں سب سے مسئلہ political issue ہے۔ اس کے بارے میں ایک اور بات بتاؤں کہ small hydro پر ہم بالکل نہیں جاتے۔ Small hydro کی بہت potential ہے۔ میں نے خود ایک project کیا تھا، pump as turbine کے نام سے۔ ہمارے پاس بازار میں جو simple motor pump available ہوتے ہیں، اس کو آپ turbine میں convert کر سکتے ہیں۔ میں انشاء اللہ اس کی ساری technical details لے کر آؤں گا۔ میں نے بڑی کوشش کی تھی کہ مجھے funding مل جائے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ لیکن اب میں Youth Parliament کے platform سے fund حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس میں یہ ہوگا کہ جتنی بھی KPK میں industries لگی ہوئی ہیں ان کے ساتھ وہ pump as turbine لگائیں گے تو اس industry کی جو power generation ہوگی، دریا کا پانی بہتا رہے گا، اس میں نہ تو storage کی ضرورت ہے کیونکہ وہ run of river turbine ہے، مطلب پانی بہہ رہا ہے اور بجلی generate ہو رہی ہے تو اس industry کی جو total power generation ہے وہ اس pump as turbine سے حاصل ہوگی۔ اس کی لاگت اتنی کم ہے کہ 50 KW کا یونٹ پانچ لاکھ روپے میں لگتا ہے۔ یہ practice نیپال میں United Nations کے initiative پر start ہو چکی ہے۔

چوتھی بات، میں دو، تین factual inaccuracies point out کرنا چاہوں گا کہ انم نے بہت اچھی باتیں کیں لیکن ہم تھرمل پاور پر shift نہیں کر سکتے کیونکہ energy crisis ہے۔ Kyoto Protocol کے بارے میں اگر کسی کو پتا ہے۔ Kyoto Protocol میں یہ ہے جو کہ جو لوگ کم thermal power use کرتے ہیں، جن کا carbon footprint کم ہے وہ بڑی nations کو بیچتے ہیں۔ ہم thermal power پر shift نہیں کرسکتے کیونکہ -----

ایک معزز رکن: جناب والا! ایک point of order ہے۔

Mr. Speaker: What is your point of order?

ایک معزز رکن: جناب والا! انہوں نے جو Kyoto Protocol کے بارے میں کہا تو عرض یہ ہے کہ پاکستان اس کا signatory نہیں ہے۔ اس لیے پاکستان thermal power generate کر سکتا ہے۔

ایک معزز رکن: جناب والا! جنوری 2005 میں پاکستان Kyoto Protocol کا signatory بن چکا ہے اور اب وہ اس کا پابند ہے۔

جناب احمد نمیر فاروق: بس دو اور factual inaccuracies point out کروں گا۔ جو Japan nuclear reactor میں design ہوا تھا اس کے design میں fault ہوا تھا اور وہ یہ تھا کہ وہ fault line پر design ہوا تھا۔ جب آپ fault line پر کوئی reactor لگا دیتے ہیں تو زلزلے میں اس کے affect ہونے کے سب سے زیادہ chances ہوتے ہیں۔ اگر آپ پاکستان میں nuclear reactor لگائیں گے تو انشاء اللہ ہم اس کو ایسی location پر design کریں گے جو fault line پر نہیں ہوگا۔

ایک اور بات کی گئی کہ اگر آپ کے پاس ایک source of energy ہے تو آپ اس کو پورے ملک میں نہیں پھیلا نہیں سکتے۔ آپ کو پتا ہوگا کہ ہر جگہ جہاں پر بھی power station لگتا ہے وہاں پر grid station ساتھ لگتا ہے۔ اس میں ایسا نہیں ہوتا کہ پہلے ساری بجلی national grid یعنی اسلام آباد میں آتی ہے اور پھر اس کے بعد distribute ہونا شروع ہوتی ہے۔ وہ بجلی ادھر ہی سے distribute ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ کینیڈا کی wind power generation 70% سے ہے۔ فرانس کی nuclear power generation 78% سے ہے۔ ہم صرف ایک hydro power سے ہی پاکستان کو support کر سکتے ہیں۔ اس بارے میں باقی details Committee meetings میں انشاء اللہ دوں گا۔

جناب سراج دین میمن: جناب والا! میں اس میں ایک correction کرنا چاہوں گا۔ جناب والا! احمد صاحب نے کہا کہ کالاباغ ڈیم بننے سے نوشیرہ نہیں ڈوبے گا جبکہ غازی بروتھا پروجیکٹ بھی وہیں ہے۔ جب تین صوبائی اسمبلیوں نے اس کو reject کیا تھا تو انہوں نے ایک alternate proposal بھی دی تھی۔ انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کالاباغ ڈیم کی وجہ سے بجلی کو ختم کر دیں۔ انہوں نے ایک alternate proposal دی تھی کہ Indus River جو کالاباغ ڈیم بننے جا رہا ہے۔ آپ کالاباغ ڈیم کی بجائے تھوڑا اوپر گلگت کی طرف بنا دیں تو پھر سندھ، بلوچستان اور KPK کی reservations ختم ہو جائیں گی اور پاکستان کو national level پر بجلی بھی ملے گی اور نوشیرہ بھی نہیں ڈوبے گا، غازی بروتھا بھی نہیں ڈوبے گا۔ جناب والا! یہ میری reports نہیں ہے بلکہ یہ سندھ اسمبلی، بلوچستان اسمبلی اور خیبر پختونخوا اسمبلی کی ہیں۔

Mr. Speaker: Thank you. Now, the consensus has been developed that again we need to have a committee on the power crisis. الحمدوللہ this House has environmentalists, electrical engineers and the people with ideas, so the Committee could be headed by, you can build up a consensus that who would head the Committee. Naturally, the mover of the motion will have the right to select the Chairman and members and they will be part of the committee.

Let us come out with another good throbbing report which previous assemblies have also done the same thing, we have had formulated solutions to the power crisis. I don't know what was the fate of it but it had definitely gone to the corridors of the powers which it does matter. So, with this we come to conclude the today's session. We adjourn to meet tomorrow at 10:00 A.M..

(The House was then adjourned to meet again on tomorrow the 23rd February, 2012 at 10:00 A.M.)